

جامعہ حقانیہ کاترجمان

ساہیوال
سرگودھا

الحقانیہ

مجلہ

ذوالقعدة الحرام ۱۴۳۷ھ اگست ۲۰۱۶ء



بانی: فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبد الشکور رندی قدس سرہ

فہرست

3	جہیز کی شرعی حیثیت..... شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
8	درس حدیث..... حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ
11	ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ..... حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ
13	حج کے پانچ دن..... فضیلۃ الشیخ مولانا محمد سلیم حفظہ اللہ
18	حج و عمرہ کا مختصر طریقہ..... مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم
20	مکتوبات حضرت ترمذی قدس سرہ..... عبدالناصر ترمذی
35	مسجد نبوی اور روضہ اطہر کا تاریخی مطالعہ..... محمد فہیم ترمذی
47	تعارف کتب..... ع-ن-ت
48	اخبار الجامعہ..... مولانا سجاد حسین زید مجدہ

خط و کتابت کیلئے: دفتر ماہنامہ الحقانیہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

web-www.alhaqqania.org

E-mail-alhaqqania@yahoo.com

048-6786002/6786899

پبلشر: مفتی سید عبدالقدوس ترمذی پرنٹر: جناب محمد منیر صاحب فاسٹر پرنٹنگ پریس سرگودھا

کمپوزر: جناب حافظ سید عبدالغفور صاحب ترمذی

نوٹ: رسالہ کے متعلق معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0301-4843429

رسالہ نہ ملنے کی صورت میں رابطہ نمبر: 0304-7310038

جہیز کی شرعی حیثیت

چند سال پہلے شام کے ایک بزرگ شیخ عبدالفتاح ابو غندہ ہمارے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے، اتفاق سے ایک مقامی دوست بھی اسی وقت آگئے، اور جب انہوں نے ایک عرب بزرگ کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ میری دو بیٹیاں شادی کے لائق ہیں دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی شادی کے اسباب پیدا فرمادے۔

شیخ نے ان سے پوچھا کہ کیا ان کے لیے کوئی مناسب رشتہ نہیں مل رہا؟ اس پر انہوں نے جواب دیا نہیں۔ یہ سن کر حیرت سے پوچھا وہ آپ کی لڑکیاں ہیں یا لڑکے ہیں؟ کہنے لگے کہ لڑکیاں ہیں شیخ نے سراپا تعجب بن کر کہا لڑکیوں کی شادی کے لیے مالی وسائل کی کیا ضرورت ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس انہیں جہیز میں دینے کے لیے کچھ نہیں ہے، شیخ نے پوچھا جہیز کیا ہوتا ہے؟ اس پر حاضرین مجلس نے انہیں بتایا کہ ہمارے ملک میں یہ رواج ہے کہ باپ شادی کے وقت اپنی بیٹی کو زیورات، کپڑے، گھر کا اثاثہ اور بہت سا ساز و سامان دیتا ہے اسے جہیز کہتے ہیں، اور جہیز دینا باپ کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے، جس کے بغیر لڑکی کی شادی کا تصور نہیں کیا جاسکتا، اور لڑکی کے سسرال والے بھی اس کا مطالبہ کرتے ہیں۔

شیخ نے یہ تفصیل سنی تو وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئے، اور کہنے لگے کہ کیا بیٹی کی شادی کرنا کوئی جرم ہے جس کی یہ سزا باپ کو دی جائے کہ رشتہ تو دونوں کا ہو چکا ہے، لیکن میرے پاس اتنے مالی وسائل نہیں کہ ان کی شادی کر سکوں۔ پھر انہوں نے بتایا کہ ہمارے ملک میں اس قسم کی کوئی رسم نہیں ہے، اکثر جگہوں پر تو یہ لڑکے کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے کہ اپنے گھر میں دلہن

کولانے سے پہلے گھر کا اثاثہ اور دلہن کی ضروریات فراہم کر کے رکھے، لڑکی کے باپ کو کچھ خرچ کرنا نہیں پڑتا اور بعض جگہوں پر رواج یہ ہے کہ لڑکی کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے سامان تو باپ ہی خریدتا ہے، لیکن اس کی قیمت لڑکا ادا کرتا ہے، البتہ باپ اپنی بیٹی کو رخصت کے وقت کوئی مختصر تحفہ دینا چاہے تو دے سکتا ہے، لیکن وہ بھی کچھ ایسا ضروری نہیں سمجھا جاتا۔

اس واقعے سے کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے، کہ ہمارے معاشرے میں جہیز کو جس طرح بیٹی کی شادی کا ایک ناگزیر حصہ قرار دے لیا گیا ہے، اس کے بارے میں عالم اسلام کے دوسرے علاقوں کا کیا نقطہ نظر ہے؟

جیسا کہ شیخ کے حوالے سے پیچھے بیان کیا گیا، شرعی اعتبار سے بھی جہیز کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ اگر کوئی باپ اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت اسے کوئی تحفہ اپنی استطاعت کے مطابق دینا چاہے تو دیدے، اور ظاہر ہے کہ تحفہ دیتے وقت لڑکی کی آئندہ ضروریات کو مد نظر رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہے، لیکن نہ وہ شادی کے لیے کوئی لازمی شرط ہے، نہ سسرال والوں کو کوئی حق پہنچتا ہے کہ وہ اس کا مطالبہ کریں، اور اگر کسی لڑکی کو جہیز نہ دیا جائے یا کم دیا جائے تو اس پر برائیاں یا لڑکی کو مطعون کریں، اور نہ یہ کوئی دکھاوے کی چیز ہے کہ شادی کے موقع پر اس کی نمائش کر کے اپنی شان و شوکت کا اظہار کیا جائے، اس سلسلے میں ہمارے معاشرے میں جو غلط تصورات پھیلے ہوئے ہیں وہ مختصر ادرج ذیل ہیں:

(۱) جہیز کو لڑکی کی شادی کے لیے ایک لازمی شرط سمجھا جاتا ہے، چنانچہ جب تک جہیز دینے کے لیے پیسے نہ ہوں، لڑکی کی شادی نہیں کی جاتی، ہمارے معاشرے میں نہ جانے کتنی لڑکیاں اسی وجہ سے بن بیاہی رہتی ہیں کہ باپ کے پاس انہیں دینے کے لیے جہیز نہیں ہوتا اور جب شادی سر پر آ ہی جائے تو جہیز کی شرط پوری کرنے کے لیے باپ کو بعض اوقات روپیہ حاصل کرنے کے ناجائز ذرائع اختیار کرنے پڑتے ہیں اور وہ رشوت،

جلساسازی، دھوکہ، فریب اور خیانت جیسے جرائم کے ارتکاب پر آمادہ ہو جاتا ہے، اور اگر کوئی باپ اتنا باضمیر ہے کہ ان ناجائز ذرائع کو استعمال نہیں کرنا چاہتا تو کم از کم اپنے آپ کو قرض ادھار کے شکنجے میں جکڑنے پر مجبور ہوتا ہے۔

(۲) جہیز کی مقدار اور اس کے لیے لازمی اشیاء کی فہرست میں بھی روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے، اب جہیز محض ایک بیٹی کے لیے باپ کا تحفہ نہیں ہے جو وہ اپنی خوش دلی سے اپنی استطاعت کی حد میں رہ کر دے، بلکہ معاشرے کا ایک جبر ہے، چنانچہ اس میں صرف بیٹی کی ضروریات ہی داخل نہیں، بلکہ اس کے شوہر کی ضروریات پوری کرنا اور اس کے گھر کو مزین کرنا بھی ایک لازمی حصہ ہے، خواہ لڑکی کے باپ کا دل چاہے یا نہ چاہے، اسے یہ تمام لوازم پورے کرنے پڑتے ہیں۔

(۳) بات صرف اتنی نہیں ہے کہ لڑکی کی ضروریات پوری کر کے اس کا دل خوش کیا جائے، بلکہ جہیز کی نمائش کی رسم نے یہ بھی ضروری قرار دیدیا ہے کہ جہیز ایسا ہو جو ہر دیکھنے والے کو خوش کر سکے اور ان کی تعریف حاصل کر سکے۔

(۴) جہیز کے سلسلے میں سب سے گھٹیا بات یہ ہے کہ لڑکی کا شوہر یا اس کی سسرال کے لوگ جہیز پر نظر رکھتے ہیں، بعض جگہ تو شاندار جہیز کا مطالبہ پوری ڈھٹائی سے کیا جاتا ہے، اور بعض جگہ اگر صریح مطالبہ نہ ہو، تب بھی توقعات یہ باندھی جاتی ہیں کہ دلہن اچھا سا جہیز لے کر آئے گی، اور اگر یہ توقعات پوری نہ ہوں تو لڑکی کو طعنے دے دے کر اس کا ناک میں دم کر دیا جاتا ہے۔

جہیز کے ساتھ اس قسم کی جو رسمیں اور تصورات نختی کر دیے گئے ہیں اور ان کی وجہ سے جو معاشرتی خرابیاں جنم لیتی رہی ہیں، ان کا احساس ہمارے معاشرے کے اہل فکر میں مفقود نہیں، اس موضوع پر بہت کچھ لکھا بھی گیا ہے، بعض تجاویز بھی پیش کی گئی ہیں، بلکہ سرکاری سطح پر بعض قوانین بھی بنائے گئے ہیں اور ان کو ششوں کا یہ اثر بھلا کر ضرور ہوا ہے کہ

اب جہیز کے بارے میں لوگوں کے بہت سے تصورات میں تبدیلی آئی ہے، جہیز کی نمائش کا سلسلہ کم ہوا ہے، بین الممالک شادیوں میں جہیز کی پابندی حالات کے جبر نے ترک کرادی ہے، لیکن ابھی تک معاشرے کے ایک بڑے حصے میں ان غلط تصورات کی حکمرانی ختم نہیں ہوئی۔

بعض حضرات یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ جہیز کو قانوناً بالکل ممنوع قرار دیا جائے، لیکن دراصل یہ ایک معاشرتی مسئلہ ہے اور اس قسم کے مسائل صرف قانون کی جکڑ بند سے حل نہیں ہوتے اور نہ ایسے قوانین پر عمل کرنا ممکن ہوتا ہے، اس کے لیے تعلیم و تربیت اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ایک مناسب ذہنی فضا تیار کرنی ضروری ہے، بذات خود اس بات میں کوئی شرعی یا اخلاقی خرابی بھی نہیں ہے کہ ایک باپ اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت اپنے دل کے تقاضے سے اسے ایسی چیزوں کا تحفہ پیش کرے جو اس کے لیے آئندہ زندگی میں کارآمد ہوں، خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سادگی کے ساتھ کچھ جہیز عطا فرمایا تھا، شرعی اعتبار سے اس قسم کے جہیز کے لیے کوئی مقدار بھی مقرر نہیں ہے، اگر دوسرے مفاسد نہ ہوں تو باپ اپنے دلی تقاضے کے تحت جو کچھ دینا چاہے دے سکتا ہے، لیکن خرابی یہاں سے پیدا ہوتی ہے کہ اول تو اسے نمود و نمائش کا ذریعہ بنایا جاتا ہے، اور دوسرے لڑکے والے عملاً اسے اپنا حق سمجھتے ہیں، زیادہ سے زیادہ جہیز کی امیدیں باندھتے ہیں، اور انتہائی گھٹیا بات یہ ہے کہ اس کی کمی کی وجہ سے لڑکی اور اس کے گھر والوں کو مطعون کرتے ہیں، جہیز کی ان خرابیوں کو ختم کرنے کے لیے معاشرے کے تمام طبقات کو ان تصورات کے خلاف جہاد کرنا پڑے گا، تعلیم و تربیت، ذرائع ابلاغ اور وعظ و نصیحت کے ذریعے ان تصورات کی قباحتیں مختلف انداز و اسلوب سے متواتر بیان کرنے اور کرتے رہنے کی ضرورت ہے، یہاں تک کہ یہ گھٹیا باتیں ہر کس و ناکس کی نظر میں ایک ایسا عیب بن جائیں جس کی اپنی طرف نسبت سے لوگ شرمانے لگیں۔

کسی بھی معاشرے میں پھیلے ہوئے غلط تصورات یا بری عادتیں اسی طرح رفتہ رفتہ دور ہوتی ہیں کہ اس معاشرے کے اہل اقتدار، اہل علم و دانش اور دوسرے بارسوخ طبقے مل جل کر ایک ذہنی فضا تیار کرتے ہیں، یہ ذہنی فضا رفتہ رفتہ فروغ پاتی ہے، اور لوگوں کی تربیت کرتی ہے، لیکن اس کے لیے درد مند دل اور انتھک جدوجہد درکار ہے۔

افسوس ہے کہ ہمارے ان طبقوں کے بیشتر افراد کچھ ایسے مسائل میں الجھ گئے ہیں کہ معاشرے کی اصلاح و تربیت کا کام، جو کسی بھی قوم کی تعمیر کے لیے سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے، کسی شمار قطار میں نظر نہیں آتا، ذہنی تربیت اور کردار سازی کا کام سیاست اور فرقہ واریت کی ہاؤس میں ایسا گم ہوا ہے کہ اب اس کا نام بھی ایک مذاق معلوم ہونے لگا ہے، لیکن اس صورت حال میں مایوس ہو کر بیٹھ جانا بھی درست نہیں ایک داعی حق کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی بات کہنے سے نہ اکتائے، اپنے دائرے کی حد تک کام کرنے سے نہ تھکے۔ بالآخر ایک وقت آتا ہے جب حق و صداقت کی کشش دوسروں کو بھی اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیتی ہے، اور قوموں کی نہ صرف سوچ میں بلکہ عمل میں بھی انقلاب آ جاتا ہے۔

(ماخوذ از: ذکر و فکر)

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

درس حدیث

میزان اعمال میں اللہ کے نام کا وزن

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله سيخلص رجلاً من امتي على رؤس الخلائق يوم القيامة فينشر عليه تسعة وتسعين سجلاً كل سجل مثل مد البصر ثم يقول اتكبر من هذا شيئاً اظلمك كتبني الحافظون فيقول لا يارب فيقول افلك عذر قال لا يارب فيقول بلى ان لك عندنا حسنة وانه لا ظلم عليك اليوم فتخرج بطاقة فيها اشهدان لا اله الا الله واشهدان محمداً عبده ورسوله فيقول احضروا وزنك فيقول يارب ما هذه البطاقة مع هذه السجلات فيقول انك لا تطعم قال فتوضع السجلات في كفة والبطاقة في كفة فطاشت السجلات وثقلت البطاقة فلا يثقل مع اسم الله شيء۔

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص کو ساری مخلوق کے روبرو الگ نکالے گا اور اس کے سامنے ننانوے دفتر کھولے جائیں گے، جن میں سے ہر دفتر کی لمبائی گویا حد نظر تک ہوگی (یہ دفتر اس کے اعمال نامے ہوں گے) پھر اس سے فرمایا جائے گا کہ (تیرے جو اعمال ان دفاتروں میں لکھے ہوئے ہیں) کیا ان میں سے کسی کا تجھے انکار ہے؟ کیا تیرے اعمال کی نگرانی کرنے والے اور لکھنے والے میرے فرشتوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے (اور غلط طور پر کوئی گناہ تیرے اعمال نامے میں لکھ دیا ہے) وہ عرض کرے گا نہیں پروردگار! (مجھ پر کسی نے ظلم نہیں کیا ہے، بلکہ یہ سب میرے کئے ہوئے اعمال ہیں) اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے، وہ عرض کرے گا خداوند امیر ہے پاس

کوئی عذر بھی نہیں (یہاں تک کہ سوال و جواب سے خود اس شخص کو اور دوسرے لوگوں کو بھی خیال ہوگا کہ یہ بندہ اب گرفت اور عذاب سے کہاں بچ سکے گا، لیکن ارحم الراحمین کی رحمت کا اس طرح ظہور ہوگا کہ) اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائیں گے، ہاں ہمارے پاس تیری ایک خاص نیکی بھی ہے، اور آج تیرے ساتھ کوئی ظلم نہیں ہوگا (اور اس نیکی کے فائدہ سے تجھے محروم نہیں کیا جائے گا)۔

یہ فرما کر کاغذ کا ایک پرزہ نکالا جائے گا اس میں لکھا ہوگا:

اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمداً عبده ورسوله۔

اور اس بندہ سے کہا جائے گا کہ اپنے اعمال کے وزن کے پاس حاضر ہو (یعنی چل کر اپنے سامنے وزن کرا) وہ عرض کرے گا، خداوندانِ دفنوں کے سامنے اس پرزہ کی کیا حقیقت ہے، اور ان سے اس کو کیا نسبت ہے (یعنی میں وہاں جا کر کیا دیکھوں گا، اور کیا کروں گا، نتیجہ تو معلوم ہی ہے، کہاں اتنے بڑے بڑے نانوے دفن اور کہاں یہ ذرا سا پرزہ) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: نہیں تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا (بلکہ پورا پورا انصاف کیا جائے گا، جس پرزہ کو تو معمولی اور بے وزن سمجھ رہا ہے، تیرے سامنے اس کا بھی وزن کیا جائے گا اور آج اس کا اور اس میں لکھے ہوئے ایمانی کلمہ کا وزن ظاہر ہوگا اور اس کا تجھے پورا پورا فائدہ پہنچایا جائے گا، اس لیے مایوس نہ ہو اور میزان کے پاس جا کر وزن کو دیکھ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ نانوے دفن ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور کاغذ کا وہ پرزہ دوسرے پلڑے میں، پس ہلکے ثابت ہوں گے وہ دفن اور بھاری رہے گا وہ پرزہ، اور کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی اللہ کے نام کے مقابلہ میں)۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

تشریح: بعض شارحین نے اس حدیث کی توجیہ میں لکھا ہے کہ یہ شہادت کا وہ کلمہ ہوگا جو کفر و شرک سے نکلنے کے لیے اور ایمان و اسلام میں آنے کے لیے پہلی دفعہ دل و زبان سے پڑھا گیا ہوگا، قیامت میں وزن اعمال کے وقت اس کا یہ اثر ظاہر ہوگا، کہ ساری

عمر کے پہلے گناہ اس کے اثر سے بے وزن اور بے اثر ہو جائیں گے، پہلے بھی ایک حدیث گزر چکی ہے: ان الاسلام یهدم ما کان قبلہ (یعنی اسلام قبول کرنے سے وہ سارے گناہ ختم ہو جاتے ہیں جو پہلی زندگی میں آدمی نے کئے ہوں)۔

اور ایک دوسری توجیہ اس حدیث کی یہ بھی کی گئی ہے، کہ یہ معاملہ اس شخص کا ہوگا جو مدت دراز تک غفلت اور بے پروائی سے گناہ پر گناہ کرتا رہا، اور دفتر کے دفتر لکھے جاتے رہے، پھر اللہ نے اسے توفیق دی اور اس نے دل کی گہرائی سے اور پورے اخلاص سے اس کلمہ شہادت اور کلمہ ایمان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی ایمانی نسبت کو درست کر لیا اور اسی پر اس کو موت آگئی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

آسان حساب

عن عائشة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في بعض صلواته اللهم حاسبني حسابا يسيرا، قلت يا نبی الله ما الحساب اليسیر قال ان ينظر فی کتابه فیتجاوز عنه انه من نوقش الحساب یومئذ یا عائشة هلك۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے بعض نمازوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے سنا:

اللهم حاسبني حسابا يسيرا۔ اے اللہ! میرا حساب آسان فرما۔

میں نے عرض کیا حضرت! آسان حساب کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: آسان حساب یہ ہے کہ بندہ کے اعمال نامہ پر نظر ڈالی جائے اور اس سے درگزر کی جائے، یعنی کوئی پوچھ گچھ اور جرح نہ کی جائے (بات یہ ہے کہ جس کے حساب میں اس دن جرح کی جائے گی اے عائشہ (اس کی خیر نہیں) وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (مسند احمد)

(معارف الحدیث)

مرسلہ: بندہ محمد صدیق عفا اللہ عنہ

ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ

جمع و ترتیب: حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری قدس سرہ

فرمایا مجتہدین میں ایک مخصوص بات یہ ہوتی ہے کہ وہ نصوص سے ایسے اصول کو مستنبط کر سکتے ہیں کہ وہ اصول کہیں ٹوٹتے نہیں، اور جو اصول متاخرین نے مجتہدین کی تفریعات سے استنباط کئے ہیں وہ ٹوٹ جاتے ہیں۔

فرمایا عارفین کی نظر میں حق تعالیٰ کے وجود پر جو دلائل ہیں وہ حقیقت میں دلیل نہیں، کیونکہ دلیل عادتاً مدلول سے واضح ہوتی ہے اور واجب تعالیٰ سے زیادہ کوئی شے واضح تر نہیں بلکہ واجب سب سے واضح ہے ع آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

فرمایا حضرت جنید رحمہ اللہ سے کسی نے کہا کہ ہمارے یہاں کے زمانہ میں ایک قوم ہے جو کہتے ہیں کہ لا حاجة لنا الى الصلوة والصيام، نحن قد وصلنا حضرت جنید رحمہ اللہ نے فرمایا صدقوا في الوصول ولكن الى سقر، ولو عشت الف عام ما تركت من اورادی شیئا الا بعد شرعی۔

فرمایا مولانا فضل حق صاحب سے کسی نے پوچھا تھا کہ مولانا شہید کیسے ہیں؟ فرمایا وہ ایسے ہیں کہ اُن کے مقابل کیلئے یہ فخر کافی ہے کہ وہ ان کا مقابل ہے۔ پھر شاہ اسحاق صاحب کے متعلق دریافت کیا، تو فرمایا اس وقت تو انسانوں کا قصہ ہو رہا ہے، جب فرشتوں کا ذکر ہوگا اُن کے ساتھ ان کے متعلق پوچھنا۔

فرمایا اب تو بس مسلمانوں کو چاہئے کہ سب لگ لپٹ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہو گیا ہے کہ اللہ میاں دعا قبول نہیں کرتے، اور یہ محض خلاف واقعہ ہے، مسلمانوں کی دعا تو درکنار اللہ تعالیٰ نے تو شیطان کی دعا کو بھی رد نہیں

فرمایا، منظور ہوئی اور ایسی حالت میں جبکہ وہ مردود کیا جا رہا تھا، چنانچہ ارشاد ہے —
انظرني الى يوم يبعثون، قال انك من المنظرين اور پھر دعا بھی اتنی بڑی کی ہے کہ کسی
نبی نے بھی آج تک نہیں کی۔

فرمایا حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ عارف کی دو رکعت
غیر عارف کی دو لاکھ رکعت سے افضل ہیں، کیونکہ عارف میں بصیرت اور اخلاص زیادہ ہوتا
ہے، اور ان کو عمل کی فضیلت میں خاص دخل ہے۔ چنانچہ بصیرت کے دو نمونے نقل کرتا
ہوں کہ مثنوی شریف کے درس کے بعد حضرت خفیہ دعا فرمایا کرتے تھے، ہم نے دل میں کہا
کہ معلوم نہیں کیا دعا فرماتے ہوں گے۔ ایک دن فرمایا دعا کرو کہ اس کتاب میں جو باتیں
لکھی ہیں اے اللہ! ہم کو نصیب فرما، سبحان اللہ کیسی جامع دعا فرمائی۔ ایک دن یہ دعا فرمائی
”اے اللہ تعالیٰ! ایک ذرہ محبت ہم کو بھی نصیب فرما“ پھر بشارت فرمائی کہ الحمد للہ سب کیلئے
دعا قبول ہوئی۔

فرمایا اللہ تعالیٰ حق کو باطل کے ساتھ خلط ہونے سے ہمیشہ بچاویں گے، ایک
جماعت دنیا میں رہے گی جو حق و باطل میں فرق کرتی رہے گی۔

فرمایا میں نے حضرات دیوبند کو زمانہ فتنہ میں یہ پیام کہلا بھیجے تھے:

ایک یہ کہ طلبہ کا ایک خاص طرز معین ہونا چاہئے، مثلاً لباس معین وضع کا ہو
جیسا اپنے بزرگوں کا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ طلبہ اس کو آج کل اپنی تحقیر خیال کرتے ہیں، مگر
ایسے امور کی طرف کیوں التفات کیا جاوے۔ دوسرے میں نے یہ کہا تھا کہ عام معترضوں
سے سوال جواب کرنا مفید نہیں، جو شخص مدرسہ پر اعتراض کرے ایک دفعہ اس کے سامنے
حقیقت ظاہر کر دے پھر جواب نہ دے۔ تیسرے یہ کہا ایک اعلان کر دیا جاوے کہ ہم
اصول صحیحہ پر مدرسہ چلائیں گے اور چندہ کا حساب ایک دفعہ شائع کر دیں گے اور ہر شخص کو
حساب نہ دیوں گے، اگر ان شرائط کے ساتھ کسی کو ہم پر اعتماد ہو تو چندہ بھیجے ورنہ نہ دے۔

فضیلۃ الشیخ مولانا محمد سلیم مکہ معظمہ

حج کے پانچ دن

تمہید

سب سے اہم اور ضروری امر اجتماعی و اطمینان اور دلی یکسوئی کے ساتھ تمام مقامات متبرکہ میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے زبان اور قلب کو درود شریف اور استغفار و تلبیہ (لبیک کہنا) اور تلاوت قرآن سے مشغول رکھنا چاہئے، خاص طور پر مواقع قبولیت دعا میں ماثور دعاؤں کا ورد رکھنا بہتر ہے فضول باتوں اور کسی کی ایذا رسانی یا تکلیف دہی سے بچنا چاہئے۔

ذی الحجہ کی ۷ تاریخ یا ۸ تاریخ کی شب میں احرام باندھ لیں، احرام کیلئے غسل کر کے خوشبو لگا کر مسجد حرام میں آئیں اور طواف کریں ”واجب طواف“ پڑھنے کے بعد دو رکعت نفل احرام کی نیت سے پڑھیں، احرام کی نیت یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ۔

اگر سعی پہلے کرنا چاہیں تو احرام کے بعد دوبارہ رمل (رمل کا طریقہ یہ ہے کہ چلنے میں جھپٹ کر جلدی اور زور سے قدم اٹھائیں، قدم قریب قریب رکھیں اور مونڈھوں کو ہلاتے جائیں) اور اضطباع (اضطباع کا طریقہ یہ ہے کہ چادر کو داہنے مونڈھے کے نیچے سے نکال کر دونوں کونوں کو بائیں مونڈھے پر ڈالیں) کے ساتھ طواف کریں مگر ”طواف زیارت“ کے بعد سعی کرنا افضل ہے۔

پہلا دن

ذی الحجہ کی ۸ تاریخ کو یوم ترویہ (تیاری کا دن) طلوع آفتاب کے بعد مکہ مکرمہ سے منیٰ روانہ ہو جائیں اور منیٰ میں پانچ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر پڑھیں۔

دوسرا دن

۹ ذی الحجہ کی صبح کو بعد نماز فجر طلوع آفتاب کا انتظار کریں جب کچھ دھوپ نکل آئے تو سکون اور اطمینان کے ساتھ:

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ
إِنَّ الْحَمْدَ وَالنُّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ

کہتے ہوئے عرفات روانہ ہو جائیں، درود شریف، ذکر الہی اور تلبیہ کی کثرت رکھیں، اگر طلوع آفتاب سے پہلے منی سے روانگی ہوگئی تو جائز ہے مگر خلاف سنت ہے۔ عرفات میں جس جگہ چاہیں قیام کریں۔

زوال کے بعد وقوف عرفات یعنی حج کا وقت شروع ہو جاتا ہے اس وقت عرفات ہی میں رہنا ضروری ہے، زوال سے پہلے غسل کرنا افضل ہے ورنہ صرف وضو کر لیں، کسی وجہ سے اگر مسجد نمبرہ جاسکیں تو اپنی جائے قیام پر ظہر اور عصر اپنے وقت پر جماعت سے پڑھیں اور جمع نہ کریں، اس صورت میں عصر کی نماز کو وقت سے پہلے پڑھنا جائز نہیں۔

عرفات کا مبارک وقت اور مبارک دن بار بار نصیب نہیں ہوتا، اسی محدود وقت کا نام ”حج“ ہے، تجلیات و برکات کے اس پر نور دن کو غفلت و لاپرواہی سے نہ گزارنا چاہیے، دل و دماغ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان عظمت و کبریائی کا تصور قائم کر کے تلاوت قرآن، کثرت درود و تلبیہ اور ذکر و فکر میں اپنا عزیز وقت صرف کریں، اپنے اقارب و اعزہ، احباب و متعلقین اور تمام مسلمانوں کیلئے بھی دعا کریں، قبولیت دعا کا یہ عجیب وقت ہوتا ہے، میدان عرفات میں اس دن جو دعا مانگی جائے گی وہ ان شاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی۔

۹ ذی الحجہ کو وقوف عرفات فرض ہے، نویں تاریخ کو زوال کے بعد سے ۱۰ تاریخ کی فجر تک وقوف عرفات کا وقت ہے اس مدت میں تھوڑی دیر کیلئے بھی اگر کوئی عرفات میں پہنچ جائے تو وقوف صحیح ہو جائے گا ورنہ حج نہ ہوگا۔

میدان عرفات کے علاوہ کسی دوسری جگہ ٹھہرنے سے حج ادا نہ ہوگا، زوال کے بعد میدان عرفات میں مغرب تک وقوف واجب ہے۔

غروب آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ روانہ ہوں، غروب آفتاب سے پہلے روانگی میں دم دینا واجب ہوگا، مگر مغرب کی نماز عرفات میں نہ پڑھیں بلکہ مزدلفہ میں پہنچ کر عشاء کے وقت میں مغرب و عشاء دونوں ایک اذان و اقامت کے ساتھ پڑھیں اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت اور نفل نہ پڑھیں بلکہ مغرب و عشاء کی سنت اور وتر عشاء کی نماز کے بعد حسب ترتیب پڑھیں اس کیلئے امام اور جماعت کی شرط نہیں، مزدلفہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ نماز مغرب و عشاء ملا کر یا علیحدہ علیحدہ پڑھ لی تو مزدلفہ پہنچ کر دوبارہ پڑھنی ہوگی، اگر راستہ میں اتنی دیر ہو جائے کہ طلوع فجر کا اندیشہ ہو تو مغرب و عشاء راستہ میں پڑھ سکتے ہیں، اگر مغرب کے وقت مزدلفہ پہنچ جائیں تب بھی نماز مغرب و عشاء کے وقت سے پہلے نہ پڑھیں۔

مزدلفہ کی رات برکات و انوار کی رات ہے جس قدر بھی ممکن ہو غنیمت سمجھ کر عبادت و ذکر الہی میں مصروف رہیں، بعض علماء کے نزدیک یہ رات شب قدر سے افضل ہے اس رات کا مزدلفہ میں گزارنا سنت مؤکدہ ہے، طلوع فجر کے وقت سے وقوف مزدلفہ کا وقت ہے اس کیلئے غسل کرنا مستحب ہے، طلوع آفتاب تک یہاں دعا اور ذکر الہی میں مشغول رہنا مسنون ہے، وقوف مزدلفہ واجب ہے خواہ تھوڑی سی دیر کیلئے کیوں نہ ہو۔

بلا عذر طلوع فجر سے پہلے روانگی یا طلوع آفتاب کے بعد مزدلفہ پہنچنے میں دم دینا واجب ہوگا، مزدلفہ میں ہر جگہ ٹھہر سکتے ہیں مگر مشعر حرام کے قریب ٹھہرنا افضل ہے، طلوع آفتاب سے کچھ پہلے سکون کے ساتھ منیٰ کی طرف روانہ ہوں، منیٰ میں رمی جمار (کنکری مارنا) کیلئے مزدلفہ سے پہلے دن کی سات کنکریاں لے لینا مستحب ہے، باقی دنوں کی رمی کے واسطے تریسٹھ کنکریاں جہاں سے چاہیں اٹھائیں، کنکری کی مقدار بڑے چنے کی برابر ہو، جمرہ (شیطان) کے پاس سے کنکریاں نہ اٹھائیں۔

تیسرا دن

۱۰ تاریخ کو منیٰ میں پہنچ کر صرف جمرہ عقبہ کی رمی کریں، رمی (کنکری مارنا) کا طریقہ یہ ہے کہ جمرہ کے سامنے کھڑے ہو کر داہنے ہاتھ سے پے درپے سات کنکریاں ماریں اور ہر دفعہ یہ دعا پڑھیں: بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ رَجْمًا لِلشَّيْطَانِ وَرِضًا لِلرَّحْمَنِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُورًا وَسَعْيًا مَّشْكُورًا وَذَنْبًا مَّغْفُورًا۔

اس رمی کے بعد لبیک نہ پڑھیں، جمرہ عقبہ کی رمی سے فارغ ہو کر سب سے پہلے قربانی کر کے سرمنڈوا کر یا بال کتر واکرا حرام کھول ڈالیں، قربانی کرنا متمتع اور قارن پر واجب ہے، مفرد پر مستحب ہے، سرمنڈانا افضل ہے، قربانی اور سرمنڈانے کے بعد ظہر سے پہلے مکہ مکرمہ آ کر طواف زیارت کریں یہ حج کا آخری رکن ہے اگر پہلے سعی نہ کی ہو تو سعی بھی کر لیں اور منیٰ واپس ہو جائیں، منیٰ میں رات گزارنا ضروری ہے، ۱۰ تاریخ کو طواف زیارت کرنا افضل ہے اگر نہ ہو سکے تو ۱۱ یا ۱۲ تاریخ کو طواف زیارت کر لیں۔

۱۲ تاریخ کو غروب آفتاب سے قبل طواف زیارت کرنا ضروری ہے ”ایام نحر“ (قربانی کے تین دن) میں اگر طواف زیارت نہ کیا تو دم دینا ہوگا، پہلے دن ”جمرہ عقبہ“ کی رمی کا وقت فجر سے اگلے دن فجر تک ہے، مگر مسنون اور افضل یہی ہے کہ رمی جمار (شیطان کو کنکری مارنا) طلوع آفتاب کے بعد اور زوال سے پہلے ہو، کمزور و ناتواں اور پردہ نشین مستورات کیلئے تاخیر رمی میں کوئی حرج نہیں ورنہ بلا عذر رات کو ”رمی جمار“ (کنکریاں مارنا) مکروہ ہے۔

چوتھا اور پانچواں دن

۱۱ اور ۱۲ تاریخ کو تینوں جمرات کی رمی کریں جس کا وقت زوال کے بعد سے اگلے دن طلوع فجر تک ہے، زوال سے قبل رمی جمرات جائز نہیں، پہلے ”جمرہ اولیٰ“ جو (عام اصطلاح میں چھوٹا شیطان) کی پھر ”جمرہ وسطیٰ“ (درمیانی شیطان) پھر ”جمرہ عقبہ“ (بڑا شیطان) کی

رمی کریں اور ہر کنکری کے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہیں۔

۱۲ تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے بلا کراہت منیٰ سے مکہ معظمہ آ سکتے ہیں، غروب آفتاب کے بعد آنا مکروہ ہے، اگر ۱۳ تاریخ کی صبح کو آپ منیٰ میں ہوں تو پھر بغیر رمی کے آنا جائز نہیں۔

اب اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے مکہ معظمہ آجائیے، خدا کے دربار میں حاضری کی عظیم الشان سعادت آپ کو حاصل ہوئی، ساری عمر کی یہ دیرینہ تمنا اس کے فضل و کرم سے بخیر و خوبی پوری ہوئی، تمام کارکنان و خادمان دارالعلوم حرم صولتہ کی طرف سے بھی پر خلوص دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم کی دائمی رحمت شامل حال اور دین و دنیا کی نعمتیں ہمیشہ سب کو حاصل رہیں۔

مقامات اجابت دعا

میدان عرفات، شب مزدلفہ، مزدلفہ میں وقت فجر کے بعد، رمی جمار کے بعد، جب کعبہ نظر آئے، صفا، مروہ، مسعی، مطاف، مقام ابراہیم، ملتزم، حطیم اور خاص طور پر ”میزاب رحمت“ کے نیچے، ہر بار زمزم پی کر، بیت اللہ کے اندر، حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان اور طواف وداع کے بعد۔ ان خاص مقامات میں عاجزی و انکساری کے ساتھ دعا اور ذکر الہی میں مصروف رہنا چاہیے، ان مواقع میں وہ خاص دعائیں جو آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہیں اگر یاد نہ ہوں تو دعا و استغفار، درود اور کلمہ طیبہ زیادہ سے زیادہ پڑھیں اور مجھے بھی دعائیں نہ بھولیں۔

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

حج اور عمرہ کا مختصر طریقہ

بعد (الحمد والصلوة):

گزارش آنکہ ہندوپاک سے حج کرنے والے حضرات چونکہ پہلے عمرہ اور پھر حج ادا کرتے ہیں جس کو ”حج تمتع“ کہا جاتا ہے اس لئے ذیل میں اس کا مختصر طریقہ لکھا جاتا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسان اور قبول فرمائیں، آمین۔

(۱) پاکستان سے عمرہ کا احرام باندھ کر نیت کریں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ۔

(۲) مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ کریں، طواف کے سات چکر اضطباع کے ساتھ جس میں پہلے تین چکروں میں رمل کریں، طواف مکمل کر کے دو نفل واجب الطواف ادا کریں۔

(۳) اس کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی کے سات چکر لگائیں، سعی مکمل کر کے سر کے بال منڈائیں یا انگلی کے پورے کے برابر کٹوائیں، عمرہ مکمل ہوا احرام ختم ہوا۔ یاد رہے کہ احرام میں جو طواف کیا جائے اس میں حجر اسود کا بوسہ نہ لیں کیونکہ اس پر خوشبو ہوتی ہے اس سے دم لازم ہوگا۔

(۴) ۷/ذی الحجہ کو گھر سے احرام باندھ کر معلم کے ہمراہ منیٰ جائیں، ۸/کو منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹/کی فجر کی نماز پڑھیں۔

(۵) ۹/ذی الحجہ کو صبح عرفات جائیں وہاں ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کریں اور کھڑے ہو کر خوب دعائیں کریں، نمازوں کا طریقہ معلم الحجاج میں دیکھ لیں۔

(۶) غروب آفتاب کے بعد مغرب پڑھے بغیر عرفات سے نکل کر مزدلفہ جائیں اور وہاں عشاء کے وقت مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور ایک اقامت سے

ادا کریں، رات بھر دعائیں کریں، ۷۰ کنکریاں جمع کریں۔

(۷) ۱۰ کو صبح فجر پڑھ کر تھوڑی دیر دعائیں کر کے منیٰ کو جائیں اور منیٰ میں صرف بڑے جمرہ کو ۷۰ کنکریاں ماریں، اس کے بعد قربانی کریں، پھر سر منڈا کر احرام اتار دیں، اس کے بعد حرم جا کر طواف زیارت کریں اور حج کی سعی کریں۔

(۸) اس کے بعد منیٰ واپس آ جائیں اور ۱۱، ۱۲ کو زوال کے بعد تینوں جمرہوں کو ۷۰، ۷۰ کنکریاں ماریں، پہلے چھوٹے کو پھر درمیان والے کو پھر بڑے کو، کنکریاں خود ماریں کسی دوسرے کو نہ مارنے دیں ورنہ دم لازم آئے گا۔

(۹) ۱۲ کی رمی کر کے واپس مکہ مکرمہ آ جائیں حج مکمل ہو گیا، اس کے بعد واپسی سے قبل طواف وداع ضرور کریں۔

(۱۰) معلم کے پروگرام کے مطابق مدینہ منورہ حاضری دیں اور اس کو اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوش نصیبی سمجھیں۔

آخر میں التجا ہے کہ اپنی دعاؤں میں اراکین و خدام جامعہ کو بھی یاد رکھیں۔

مرتبہ: عبدالناصر ترمذی

مکتوبات حضرت ترمذی قدس سرہ (قسط ۳)

بنام: مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

ماہنامہ ”الحقائق“ میں حضرت فقیہ العصر یا دگار سلف حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی نور اللہ مرقدہ کے مکتوبات کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ جن حضرات کے پاس حضرت کے خطوط ہوں وہ ادارہ کو بھیجوا دیں تاکہ ان کو بھی افادہ عام کے لیے شائع کر دیا جائے، شکریہ۔ (ادارہ)

مکتوب (۲۲)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد دعائے بسیار کے واضح ہو کہ تمہارا اتوار کا خط لکھا ہوا منگل کو مل گیا تھا۔ اور عبداللہ سلمہ کے نام کا پیر کے دن ہی پہنچ گیا تھا۔ اسباق کے حالات سے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ صحت و عافیت کے ساتھ اتمام کی توفیق عنایت فرمائیں، آمین جو دو اتجوز ہو گئی پابندی کے ساتھ استعمال کرتے رہیں ان شاء اللہ مفید ہے۔ اور وقت مقررہ پر دوبارہ ٹیسٹ بھی کرائیں صحت سب سے مقدم ہے اس کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔ تمہاری والدہ وغیرہ بھائی بہن دوا کی تاکید کرتے ہیں اور دعاء صحت کرتے ہیں سب خیریت سے ہیں، واللہ علی ذلک۔

جہلم کے حالات تو قاری شیر محمد صاحب نے زبانی بتلا دیے ہوں گے، ظہر کے بعد تقریر ہوئی (یہ تقریر بھی محفوظ ہے (۱)) اور ۵ بجے ریل سے سوار ہو کر ۱۰ بجے شب میں

(۱) حال ہی میں الگ شائع ہوئی ہے۔

سرگودھا ٹھہرے اسٹیشن کے قریب مسجد فاطمہ میں مولوی اقبال صاحب قاری شہاب الدین صاحب کے بھانجا رہتے ہیں، شب ان کے پاس قیام رہا، صبح کو ماسٹر منظور صاحب سمیت چک ۳۴ میں گئے۔ وہاں جمعہ پر تقریر ہوئی اس کی ریل بھی بھری گئی مگر وہ ریل عبدالصبور نے رکھ لی، وہاں شادی میں بلال بھی آیا تھا، میں اور ماسٹر منظور اس کی کار میں واپس آئے۔ عصر سرگودھا میں پڑھی مغرب مدرسہ میں آپڑھی۔

ملتان میں دو شب قیام رہا، عبدالصبور سلمہ ساتھ رہا اور ساتھ ہی واپس آیا۔ اتوار کی صبح دو گھنٹے میرا درس ہوا، شب کو مولوی تنویر الحق تھانوی صاحب کی تقریر سنی پھر لیٹ گیا، مولوی اجمل اور مولانا درخواسی کی تقریریں بھی کچھ سنتا رہا، چار بجے صبح اٹھ کر اڈا پر گئے اور نماز فجر اڈا پر پڑھی، ناشتہ جھنگ میں آکر کیا، بارہ بجے کے بعد مدرسہ میں پہنچ گئے۔

اب لاہور کے سفر کا معاملہ درپیش ہے، چنیوٹ والوں کا تقاضہ ہے کہ اس سفر میں ان کے پاس بھی قیام ہو۔ سفروں سے اب طبیعت تھک چکی ہے، کل بھی حافظ محمد رمضان صاحب نے چکبندی بلالیا، وہاں مولوی محمد صادق صاحب مدینۃ العلوم آئے تھے، مولوی غلام یاسین صاحب مخدوم پور پہوڑاں سے آئے ہوئے تھے، چکبندی میرے ساتھ گئے، ان سب نے تقریریں کیں، گھنٹہ سے کچھ زیادہ میں نے بھی وعظ کہا مگر محفوظ نہیں ہوا۔ ماسٹر منظور صاحب ساتھ نہیں تھے۔ گھر واپس آکر بہت تھکن محسوس ہوئی، ویسے الحمد للہ طبیعت سفر میں اچھی رہی، ریل کا سفر آرام کا تھا، صرف جہلم سے واپسی میں تکلیف رہی، فرسٹ کلاس کا ٹکٹ لیا تھا مگر اس میں یہ ڈبہ نہیں تھا۔ دوسرے درجہ میں بیٹھنا پڑا۔ مجھے تو ایک صاحب نے اپنی جگہ بیٹھنے کو دے دی، مگر دوسرے ساتھی کئی گھنٹہ کھڑے رہے پھر جگہ بن گئی، سرگودھا آکر اسٹیشن پر معلوم کیا تو پتہ چلا کہ اتفاقاً فرسٹ کلاس کا ڈبہ نہیں لگا ورنہ اس میں ڈبہ ہوتا ہے، اور واقعی اسی ریل میں اکوڑا کا سفر کیا تھا اور فرسٹ کلاس کا ڈبہ تھا۔ بابو ٹکٹ کاٹنے والے کو ٹکٹ نہیں کاٹنا چاہئے تھا ان کو معلوم ہوتا ہے اب کچھ نہیں ہو سکتا، زائد کرایہ

فضول گیا خیر جو ہو گیا سو ہو گیا۔

سب حضرات کی خدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ لاہور کے سفر کی ہمت عطا فرمائیں، سب اکابر و احباب سے ملاقات کی مسرت حاصل ہو، وہو الموفق والمعین۔

ملتان میں عبدا لصبور سے کئی مرتبہ کہا کہ قمر الحق کو مل کر کوئی پرچہ وغیرہ دے دیا جائے، مگر اس کو قمر الحق ہی نہ ملا، پھر جہلم قاری شیر محمد صاحب کے ذریعہ بھیجا گیا۔ والسلام مع الدعا فقط

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۱۹/ج ۲/۱۴۰۲ھ بروز جمعرات

مکتوب (۲۳)

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
رات ۹ بجے لاہور سے چل کر بحمد اللہ بخیریت ۲ بجے شب گھر ساہیوال پہنچے اور
سب کو بخیریت پایا، مدرسہ میں بھی بحمد اللہ خیریت ہے۔ سب کو دعا سلام پہنچے۔ والسلام
سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ
یکم رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

مکتوب (۲۴)

باسمہ تعالیٰ
برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
بعد دعا ہائے بسیار کے واضح ہو کہ تمہارا خط ۲۱/رجب بروز اتوار کو ملا تھا، اسی روز
محمد اکرم خلیل حجام کالڑکا لاہور گیا تھا، وہ وہاں کسی ورکشاپ میں کام کرتا ہے، اس کے ہاتھ
محمد تصور اور تمہارے لیے کچھ گھی بھیجا تھا مل گیا ہوگا، مگر اس کے بعد کوئی خط نہیں ملا، شاید آج

کی ڈاک سے آجائے۔ الحمد للہ یہاں ہر طرح سے خیریت ہے۔

مدرسہ عربیہ حقانیہ کا سالانہ جلسہ ۱۰/۱۱ شعبان بروز جمعرات اور جمعہ حسب سابق ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ منظوری کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ قاضی اللہ یار صاحب، مولانا محمد حنیف مہتمم خیر المدارس ملتان، مولانا مفتی احمد سعید صاحب سرگودھا سے آرہے ہیں۔ بعض احباب کا خیال ہے کہ اس جلسہ پر اگر مولانا مشرف علی سلمہ آسکیں اور اپنے جمعہ کا کوئی انتظام کر لیں تو مجلس کے بارہ میں بھی کچھ تحریک ہو سکتی ہے، عزیز موصوف سے میری طرف سے مشورہ پیش کر دیا جائے۔ جمعرات آکر جمعہ کو بھی قیام رہے تو کچھ وقت اس کام کے لیے ان شاء اللہ ضرور نکل آئے گا، جیسے رائے ہو مطلع کیا جائے۔

چچا عبدالحی مدظلہم کی خدمت میں جلسہ کی اطلاع دے دی ہے، امید ہے کہ ۲۲ مئی کو تم نے بھی میوہسپتال میں خون ٹیسٹ کرا لیا ہوگا اور دوا کا استعمال جاری ہوگا۔

عزیز مولوی محمود اشرف سلمہ کو ”عقائد علماء دیوبند“ کا نسخہ دے دیا جائے، اور جو مضامین زیر کتابت ہیں ان کی تصحیح کے لیے اپنے ہمراہ لیتے آئیں یہاں سے تصحیح کے بعد بھیج دیا جائے گا۔ ”دعوت و تبلیغ کی شرعی حیثیت“ کا ضمیمہ شاید زیر کتابت ہوگا۔ پرسوں اچانک یہ خبر جانکاہ سن کر بہت صدمہ ہوا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی قدس سرہ مدینہ منورہ میں ۲۹ رجب بعد نماز عصر وفات فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت کا وجود مسعود اسلاف کی یادگار اور نمونہ تھا اور حضرت موصوف کی دینی، علمی و تبلیغی خدمات روشنی کا مینار ہے، اللہ ہم سب کو ان کے فیوض و برکات اور دینی خدمات سے استفادہ کا موقع نصیب فرمائے، اللہ حضرت مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں بلند مقام نصیب فرمائے، آمین۔

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد حضرت الشیخ کی تعزیت کر دی جائے۔ حضرت مفتی صاحب کو حضرت الشیخ سے گونا گوں

خصوصیات حاصل ہیں، اور صدمہ رحلت بقدر تعلقات ہوا کرتا ہے۔

عزیز مولوی مشرف علی سلمہ کو بھی سلام مسنون کے بعد یہ مضمون تعزیت پہنچا دیا جائے۔ اگر موقع ملے تو برادر مکرّم مولانا محمد مالک زاد مجدّم سے بھی تعزیت کر دی جائے، مع سلام مسنون کے کہ مولانا کو بھی نسبی رشتہ حضرت الشیخ سے حاصل ہے۔ امید ہے کہ ہندوستان سے آگئے ہوں گے، اگلے ہفتہ میں تمہارا امتحان بھی ہو جائے گا اور رخصت پر ان شاء اللہ گھر آ جاؤ گے، اللہ تعالیٰ امتحان میں کامیاب و کامران فرمائیں، آمین ثم آمین۔

عبدالصبور سلمہ مع اہل و عیال کے بھکر گئے ہوئے تھے، اب ہفتہ سے سب ساہیوال ہیں خیریت ہے، کل چک جانے کا ارادہ ہے۔ عبدالغفور کی صحت بہت اچھی ہے، سب کی طرف سے سلام دعا پہنچے۔ والسلام فقط

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

یکم رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

مکتوب (۲۵)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا خط آج ہی ساڑھے گیارہ بجے دن ملا ہفتہ کا لکھا ہوا تھا۔ کئی روز راستے ہی میں لگ گئے انتظار ختم ہوا، الحمد للہ۔

بجدا اللہ یہاں پر ہر طرح خیریت ہے۔ کل ایک صاحب جھنگ سے آئے عبدالودود سلمہ بھی خیریت سے ہے تعلیم میں مشغول ہے۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مقاصد حسنہ میں بسہولت کامیاب فرمائیں، آمین۔

محنت بقدر ہمت و طاقت ہی کریں، دماغ کا خیال بہت رکھیں ورنہ خدا نخواستہ طلب الكل فوت الكل کی صورت نہ پیدا ہو جائے۔ زیادہ بوجھ پڑنے سے طبیعت

اکتاناہ جائے۔ اس لیے برداشت کے مطابق محنت کی جائے، نیند کا خیال رکھا جائے چھ گھنٹے ضرور ہو اس سے قویٰ بحال ہو جاتے ہیں۔ دماغ کے لیے کھانے کے علاوہ بادام روغن کی مالش مفید ہے، معدہ کا خیال رکھا جائے، ہضم میں فتور نہ ہو۔ ان تدبیروں کے ساتھ دعاء خود بھی کریں اور بزرگوں سے بھی کرائیں۔ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں ۱۰ منٹ حاضری کا معمول بنالیا جائے، مناسبت رہتی ہے اور دعا کے لیے بھی عرض کیا جائے۔

جمعہ کے دن موقع نکال کر کوٹھی پر حاضر ہو کر اپنا تعارف میاں مولوی خلیل سلمہ کے ذریعہ کرا کر حضرت پیرانی صاحبہ مدظلہا سے دعا تکمیل اور صحت کے لیے درخواست پیش کی جائے۔ حضرت پیرانی صاحبہ مدظلہا کی دعوات مستجاب ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ، حضرت مولانا ظفر احمد صاحب نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ پیرانی صاحبہ سے دعا کراؤ قبول ہوتی ہے۔ ملتان جانے کو طبیعت نے برداشت نہیں کیا، معلوم نہیں وہاں کیا فیصلہ ہوا، ناظم اور خزانچی کا تقرر زیر غور تھا۔

موزوں کمرہ ملنے پر اطمینان ہوا، اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھیں ان کی حفاظت کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے، وہو خیر الحفظین۔ اپنی صحت کا دوا کے ساتھ بھی علاج کرتے رہا کرو، یہ بھی تعلیم میں مددگار ہونے کی وجہ سے باعث اجر و ثواب ہے، سب کمرے کے ساتھیوں کو سلام دعا پہنچے۔ مولانا صالح محمد صاحب سلمہ بھی سلام دعا کہتے ہیں، تمہارا سلام پہنچا دیا تھا۔

مولانا عبد اللہ صاحب کا چنیوٹ سے کل ہی خط آیا ہے، مولانا عبد الوارث صاحب وغیرہ خوش ہیں، اسباق ہدایہ وغیرہ مل گئے ہیں، سب کی طرف سے درجہ بدرجہ سلام دعا پہنچے۔ والسلام مع الدعاء

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۱۳/ ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ بروز جمعرات

مکتوب (۲۶)

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
تمہارا خط منگل کو مل گیا تھا، سب کو بہت مسرت ہوئی حالات و خیریت سے
اطمینان ہوا۔ الحمد للہ یہاں پر ہر طرح سے حالات حسب سابق ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی
حفاظت میں رکھے، اور عافیت عطا فرمائیں، آمین۔

آج شب عبدالصبور مع اہل و عیال کے آیا ہے، علاج کے سلسلہ میں مشورہ ڈاکٹر
اصغر سے کرنے کا خیال ہے، عبدالغفور سلمہ کی حالت بہتر ہے دوا ہو رہی ہے، اب صحت
ہے۔ میری طبیعت اچھی ہے، دو ایک روز معمولی بخار آیا اب وہ بھی نہیں ہے۔ حسب معمول
دوا استعمال کر رہا ہوں۔ عبدالودود سلمہ کا خط آیا تھا، خیریت سے ہے مدرسہ علوم شرعیہ کا جلسہ
جمعہ، ہفتہ کو ہو رہا ہے شاید اس میں جمعہ سے پہلے جانا پڑے۔

اور دس بارہ روز ہوئے حافظ محمد اکبر شاہ بخاری بھی آئے تھے ایک شب قیام کیا،
میانوالی ان کی شادی ہوئی ہے اہلیہ کو لینے آئے تھے وہ کہہ رہے ہیں کہ مولانا احتشام الحق
تھانوی مرحوم کی سوانح کا مسودہ کراچی سے واپس آ گیا ہے، خود ہی اس کو شائع کرنے کا
ارادہ ہے دیکھئے کب شائع ہوتی ہے۔^(۱)

رویت ہلال کمیٹی کے بارہ میں میرا جو مضمون ”الجمعۃ“ میں شائع ہو چکا ہے اس کو
نقل کر کے ماسٹر منظور نے رانا اختر کی معرفت ”جنگ“ میں شائع ہونے کے لیے بھیجا ہے،
دیکھئے وہ شائع ہوتا ہے یا نہیں۔ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم سے اس کے اس جزء
میں زبانی مشورہ اگر موقع مل جائے تو کر لیا جائے کہ ”صوبائی کمیٹی جو فیصلہ رویت کرتی ہے
اور اس کی اطلاع مرکزی کمیٹی کو دیتی ہے اگر وہ بذریعہ فون کے اطلاع دے تو جب تک

(۱) ”خطیب الامت“ کے نام سے شائع ہوئی اس میں حضرت اقدس کا گرانقدر مضمون بھی مولانا مرحوم کے بارہ میں
شامل اشاعت ہے۔ احقر عبدالقدوس ترمذی

متعدد فون کے ذریعہ نہ پہنچے اور استفاضہ کی حد میں نہ آجائیں، اس وقت تک یہ اطلاع معتبر نہ ہوگی۔ اور اس کی بنا پر مرکزی ہلال کا اعلان پورے ملک کے لیے موجب عمل نہ ہوگا۔ البتہ صوبائی کمیٹی کا فیصلہ اپنے حدود اختیار میں نافذ ہو جائے گا، اسی طرح مرکزی کمیٹی کا فیصلہ تمام ملک کے لیے نافذ العمل ہوگا، البتہ صوبائی کمیٹی کو بھی اگر مرکزی حکومت یا مرکزی کمیٹی نے نامزد کیا ہو تو پھر فون کے ذریعہ بھی اس کے فیصلہ کی اطلاع معتبر ہوگی، اور درجہ استفاضہ پر پہنچنے کی شرط نہ ہوگی، اس لیے کہ حدود ولایت میں صرف اعلان و اخبار معتبر سے مقصد یہ ہے کہ کمیٹی کا فیصلہ رہے، حدود ولایت میں تو صرف خبر کے درجہ میں بھی معتبر ہے اور ولایت کے باہر وہ فیصلہ جب معتبر ہوگا جب اس کی اطلاع درجہ استفاضہ میں پہنچے۔ اس پر حضرت مفتی صاحب مدظلہم کو سنا کر رائے معلوم کر لی جائے، میں نے کچھ اس طرح ہی لکھ دیا ہے (۱)۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہم کی خدمت میں سلام مسنون بھی عرض کر دیا جائے اور دعا پہنچے۔ شیخ الحدیث کے بارہ میں مضمون شروع کیا ہوا ہے ماسٹر صاحب سے لکھواتا ہوں، وقت ان کو بھی کم ہی ملتا ہے۔ والسلام مع الدعاء فقط

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۳۰ رذوالحجہ ۱۴۰۲ھ یوم الاحد

مکتوب (۲۷)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار سید عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ یہاں پر ہر طرح خیریت ہے، تمہاری خیریت کے خواہاں اور دست بدعاء

(۱) یہ مضمون اخبار ”جنگ“ وغیرہ میں تو نہیں البتہ بعض رسائل و جرائد میں شائع ہوا۔ عبدالقدوس

ہیں، اللہ تعالیٰ بخیریت تمام ساحل مراد پر پہنچائے اور علم نافع سے سرفراز فرمائیں، آمین۔

کل ایک صاحب جاٹوں میں کرم دین نامی لاہور سے واپسی پر ملے تمہاری صحت و خیریت معلوم ہو کر سب کو اطمینان ہوا، سب منتظر خیریت تھے، وہ صاحب میوہ پستال میں اپنے مریض کو ملنے گئے تھے، وہ مجھ سے پرچہ لے کر ڈاکٹر مطیع الرحمن سلمہ کے پاس گیا تھا، معلوم ہوا کہ اس کا امٹری کا آپریشن ہوا ہے کامیاب ہوا اور ایک دو روز میں آجائے گا۔

عبد الغفور سلمہ دوا لے رہا ہے اس کی واپسی لاہور پر میں نے اس کو خط لکھنے کو کہہ دیا تھا، مگر اسے خیال نہیں رہا لکھا نہیں۔ عبد اللہ و سلمہ اسی روز جس روز تم لاہور گئے تھے جھنگ چلا گیا تھا، اس کی خیریت کی خبر آگئی ہے، عبد الصبور سلمہ نے بھی سرگودھا سے فون کیا تھا سب خیریت سے ہیں، سب کی طرف سے درجہ بدرجہ سلام مسنون اور دعا پہنچے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے ملفوظات میں ایک خواب کی تعبیر نظر سے گزری وہ بھی مختصر نقل ہے:

فرمایا: کانپور میں ایک شخص تھے حقہ پینے کی بہت عادت تھی، میں نے ان کو منع کیا اور شاید انہوں نے چھوڑ دیا، ایک روز میرے پاس آئے اور اپنا ایک خواب بیان کیا کہ میں نے روضہ مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ حقہ پیتے دیکھا، تم مجھے منع کرتے تھے؟ میں نے کہا توبہ کرو استغفر اللہ، نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حقہ پیتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو آمینہ ہیں تم نے اپنی حقیقت دیکھی ہے۔ (الافاضات الیومیہ ۱۳۳ ج ۳)

”تذکرہ خطیب الامت“ اکبر شاہ صاحب نے بھیجا ہے اچھا ہے، خط بہت باریک ہے۔ آج ان کو بھی یہی لکھ رہا ہوں، ص ۲۲۸ صفحات چھوٹی تقطیع پر ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث کے حالات لکھ رہا ہوں، ماسٹر منظور صاحب اس کو صاف کریں گے۔

احمد جان سلمہ بھی آئے ہوئے ہیں اب کافی آرام ہے، حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کا مضمون رویت ہلال پر خلفشار ”جنگ“ میں پڑھا، حضرت نے مشکل صورت

تجویز فرمائی ہے، احقر کے مضمون میں آسان صورت تھی کہ مرکزی حکومت خود مقامی کمیٹیوں کی تشکیل کر دے تو وہ مرکزی نمائندہ بن جائے گی، اب غیر سرکاری ہلال کمیٹی پر بھی لکھنا پڑے گا، اس کا شرعی فیصلہ کہاں کہاں نافذ ہوگا، ظاہر ہے کہ اس کا نفاذ تمام ملک میں نہیں ہو سکتا۔

”جنگ“ نے میرا مضمون شائع نہیں کیا، اگر محمود اشرف سلمہ شائع کریں تو ان سے مشورہ کر لیں۔ والسلام مع الدعاء

سید عبدالشکور ترمذی

۲ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ یوم الاربعاء

نوٹ

اس خط کے ساتھ ہی منی آرڈر فارم کی چٹ پر درج ذیل تحریر بھی موجود تھی۔

برخوردار سید عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج شب ۲ بجے برخوردار عبدالغفور سلمہ گھر پہنچ گیا، حالات، داخلہ اور اسباق حدیث شروع ہونے سے سب کو خوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ تکمیل کی بآسانی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

چوری کا واقعہ پیش آنا عجیب ہے، خیر ایسے واقعات پیش آجایا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھیں، اس کی طرف خیال کی ضرورت نہیں ہے۔

سب کی طرف سے دعا و سلام مسنون پہنچے، عبدالودود سلمہ جھنگ مدرسہ علوم شرعیہ میں اسی روز چلا گیا تھا اور میرا پاس پورٹ کراچی سے بھی آگیا تھا، ماموں ناظر صاحب مرحوم کی وفات سے دل پر بہت اثر ہے۔ حضرت مفتی صاحب اور مولوی مشرف صاحب کو سلام مع تعزیت کہہ دیں۔ والسلام

۲۸/شوال ۱۴۰۲ھ

مکتوب (۲۸)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا خط جمعرات کو مل گیا تھا، اس سے ایک دن پہلے بدھ کو میں خط لکھ چکا تھا جو ان شاء اللہ ہفتہ کو مل گیا ہوگا۔

حضرت والد ماجد مرحوم کے خطوط کا فوٹو دیکھ کر پرانے بہت سے حالات آنکھوں کے سامنے آ گئے، فقیر والی جانے کا ایک راستہ سمجھ میں آیا کہ مولانا مشرف صاحب اپنے دورہ ہارون آباد میں جب وہ کریں شامل کر لیں تو پھر وہاں سے فقیر والی میں جانا آسان ہوگا۔ مگر موسم گرمی اور سردی کی شدت نہ ہو، جب میرا ساتھ ہو سکتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ تم بھی ساتھ جاسکو تا کہ مدرسہ قاسم العلوم دیکھ لو، کسی وقت سارے حالات بیان کر کے مولانا مشرف علی صاحب سے مشورہ کر لو۔

آج حضرت شیخ الحدیث صاحب کے بارہ میں مضمون صاف کر کے ماسٹر منظور صاحب نے دیا ہے اور میں نے اس کو دیکھ لیا ہے ۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اب ان شاء اللہ ”البلاغ“ کراچی بھیجنے کا ارادہ ہے، اللہ تعالیٰ مقبول و نافع بنائیں، آمین۔

عبدالودود سلمہ جھنگ سے محرم کی تعطیل پر آیا ہوا ہے، کچھ بخار بھی آیا تھا اب آرام ہے، یہاں کی دو موافق آ گئی، باقی سب حالات بدستور ہیں، مستری کو اڑ بنا رہا ہے، کافی کام ہو چکا ہے تھوڑا رہ گیا ہے ان شاء اللہ وہ بھی ہو جائے گا۔

اب بخاری شریف بھی شروع ہو گئی ہوگی یہ موسم بہت اچھا ہے، سردی میں پڑھائی کا خوب موقع ملتا ہے، اللہ تعالیٰ بسہولت و بعافیت تکمیل کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔

کل پیر کو مجلس صیانتہ المسلمین کا درس بھی ہوا، الحمد للہ مجمع کافی تھا، و بشر الصابرين الذين اذا اصابتهم مصيبة الخ پروغظ هواء اللہ تعالیٰ قبول و نافع بنائیں، ریکارڈ ہو گیا

ہے، ایک گھنٹہ وعظ ہوا اب طبیعت کچھ تھک جاتی ہے، رات کو تھکاوٹ رہی اب صبح اچھی حالت ہے، دوا کا سلسلہ جاری رہتا ہے پھر بھی غنیمت ہے۔

مولوی مشرف علی صاحب سے کہہ دیں کہ چنیوٹ والوں کو آپ کی ہدایات اور پیغامات کا انتظار رہتا ہے، ان کو گاہ بگاہ کچھ لکھتے رہا کریں، اس سے حرکت پیدا ہوتی ہے۔

جمعہ کو بھی طاہر صاحب آئے تھے وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ چنیوٹ کا پروگرام بنائیں، میرا خیال تھا کہ صفر کے شروع میں اگر تمہارے آنے کا پروگرام ہو تو مولوی مشرف صاحب بھی ساتھ ہی آجائیں اور میں بھی چنیوٹ آجاؤں مشورہ کر لیا جائے۔ والسلام
سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۸ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مکتوب (۲۹)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار عبدالقدوس ترمذی سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
خط تمہارا کل مل گیا تھا، اور منگل کو عبداللہ کے نام کا خط مل گیا تھا۔ حالات معلوم ہو کر بہت خوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ تمام محنتوں اور کوششوں کو کامیاب فرمائیں، آمین۔
منگل کو میں نے ایک خط مولوی مشرف علی صاحب کے نام مجلس کی میٹنگ میں شرکت کی معذرت کرنا تھی، یہاں کی مصروفیات میں اس سفر کی گنجائش نہیں تھی۔ پھر کسی وقت لاہور کا سفر کروں گا ان شاء اللہ۔

الحمد للہ یہاں پر خیریت ہے کسی قسم کا فکر نہ کریں، سب کی طرف سے سلام دعا پہنچے۔ مختصر اہر ہفتہ خیریت کا خط لکھ دیا کریں۔

ماسٹر منظور صاحب اپنی والدہ کی آنکھ کا آپریشن کرانے کو جرہ گئے ہوئے ہیں، ان

کے آنے کے بعد ”تذکرۃ الشیخ“ کراچی بھیجا جائے گا۔ والسلام مع الدعاء
سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ
۱۷ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ جمعرات

مکتوب (۳۰)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
تمہارا پرچہ اور کتابیں حافظ محمد نواز صاحب کے ذریعہ پیر کی صبح کو پہنچ گئے تھے،
حالات معلوم ہوئے، حضرت تھانوی مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہم اور جناب مولانا انظر
شاہ صاحب مدظلہم کی زیارتوں سے محرومی پر افسوس ہی رہا، اچھا ہوا کہ تم رائے ونڈ کا جلسہ
دیکھ آئے اور ان حضرات کی زیارت بھی کر لی، اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

دورہ حدیث شریف کے اسباق تو امتحان کے زمانہ میں بھی ہوتے رہتے ہیں، یہ
بھی ایک قسم کی تیاری ہی ہوتی ہے کیونکہ مضمون حدیث ایک دوسری حدیث کی تائید و تفسیر
ہے اور وجوہ تطبیق و ترجیح وغیرہ مشترک ہیں، جو سب حدیثوں میں کام آتی ہیں، ان شاء اللہ
تعالیٰ امتحان کی تیاری میں اسباق خارج نہ ہوں گے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت و عافیت کے
ساتھ تمام مراحل میں کامیابی عطا فرمائیں، آمین ثم آمین۔

تقویت دماغ کا خیال رکھو۔ عزیزم مولوی محمود اشرف سلمہ کی والدہ کے انتقال
سے سب کو افسوس ہوا، دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت
فرمائیں، آمین۔ ان کو بھی آج خط لکھ رہا ہوں۔ یہاں پر الحمد للہ ہر طرح سے خیریت ہے،
سب کی طرف سے سلام مسنون پہنچے، نیز حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا دستی تبرک بھی پہنچا،
حضرت کی یاد تازہ ہو گئی، رفع اللہ درجاتہ۔ والسلام سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ بروز جمعرات

مکتوب (۳۱)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا خط جمعرات کو مل گیا تھا حالات سے اطلاع ہو کر اطمینان ہوا۔ جمعہ کو عبدالصبور لاہور گیا تھا، انتظار رہا کہ واپس آنے پر خط لکھوں، وہ آج شب ۱۲ بجے گھر آیا ہے، ہائی کورٹ نے فیصلہ محفوظ رکھ لیا ہے، معلوم نہیں کب فیصلہ ہوگا اور کیا ہوگا۔

بھگواندہ یہاں پر سب خیریت ہے، حالات بدستور سابق ہیں، دل تو میرا بھی لاہور کے سفر کو چاہتا ہے سب حضرات سے زیارت و ملاقات ہو جاتی ہے، مگر ابھی تعمیری کام مدرسہ کا ہو رہا ہے دیکھئے کس وقت فرصت نکلتی ہے، تمہارے نزلہ کے لیے انڈیا اور بادام کا استعمال مفید رہے گا بلکہ ضروری ہے، سردی سے پرہیز رکھیں، گھی کچا نہ کھائیں گرم کھائیں، چاول سے بھی نزلہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت و عافیت کے ساتھ رکھیں اور تمام مقاصد حسنہ میں کامیابی عطا فرمائیں، آمین۔

امتحان سہ ماہی کے نتیجے کا علم نہیں ہوا، اب تو آگئے ہوں گے؟ سب کی طرف سے درجہ بدرجہ سلام مسنون پہنچے۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۰ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

مکتوب (۳۲)

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا خط پیر کا لکھا ہوا بدھ ۲۸ صفر کو پہنچ گیا تھا، خیریت معلوم ہو کر اطمینان ہوا۔ جمعرات کو مولانا عبدالحی شجاع آباد والے تشریف لائے تھے، عصر کے بعد ان کا درس مختصر مدرسہ میں ہوا۔ شب کو مغرب و عشاء روضہ والی مسجد میں اور شب کا قیام مولوی عبدالشکور

صاحب کے مکان پر حسین آباد ہوا۔

جمعرات کو ابجے مدرسہ میں تشریف لائے، ایک گھنٹہ مجلس میں زیادہ تر ”تمتہ البیان“ کے بارہ میں گفتگو ہوتی رہی کچھ ”تذکرۃ الشیخ“ کے بارہ میں تذکرہ رہا، پھر گھنٹہ بھر آرام کیا، اس کے بعد کھانا ہمارے یہاں سے آیا اور مدرسہ میں کھایا بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہاں آکر مجھے سکون ملا، اب میں نے طے کر لیا ہے کہ جب آؤں گا آپ کا مہمان رہوں گا۔ میں نے اس پر حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا ارشاد سنایا کہ سہارن پور جب تشریف لے جاتے تو فرماتے کہ میں مہمان مولوی زکریا کا ہوں۔

جمعہ سے قبل کا وعظ، خطبہ اور نماز بھی مولانا کے ذمے رہا۔ نماز کے بعد متصل ہی مسجد حقانیہ سے اڈالاریاں تشریف لے گئے، مجھے فرمایا کہ لوگ جمعہ کے بعد بیٹھتے ہوں گے آپ یہاں ہی بیٹھیں، چنانچہ میں نے مسجد ہی میں مصافحہ کر لیا عبدالصبور اور عبدالعلیم سلمہ اڈاپر ہمراہ گئے۔ مولانا صالح محمد صاحب وغیرہ مدرسین اور طلباء بھی کثرت سے اڈاپر تھے، الحمد للہ خیریت سے یہ کام ہو گیا۔ اصل داعی حبیب اللہ ایڈیائی صاحب ہی تھے، کھانا پر وہ بھی مدرسہ میں موجود تھے اور ان کے سامنے ہی مولانا نے سکون کا تذکرہ فرمایا تھا۔

یہاں سب حالات بدستور ہیں اور سب خیریت سے ہیں، دو چار یوم میں عبدالصبور لاہور جانے کے لیے کہہ رہا ہے اس کے ہاتھ خرچ بھیجنے کا ارادہ ہے، اگر زیادہ دیر ہوئی تو منی آرڈر کر دوں گا۔ سب کی طرف سے درجہ بدرجہ سلام و دعا پہنچے۔

آج یکم ربیع الاول کو مدرسہ حقانیہ کا سال نو بھی شروع ہے، اللہ تعالیٰ بابرکت بنائے اور ترقی ظاہری و باطنی سے ممنون احسان فرمائے، آمین ثم آمین۔ والسلام مع الدعاء

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

یکم ربیع الاول ۱۴۰۳ھ بروز ہفتہ

(جاری.....)

سید محمد فہیم ترمذی

مسجد نبوی اور روضہ اطہر کا تاریخی مطالعہ (آخری قسط ۲)

مسجد نبوی کے دروازے

نبی اکرم ﷺ نے مسجد نبوی کے تین دروازے رکھے۔ ایک دروازہ مسجد کے جنوب میں دوسرا مغرب کی طرف جسے ”باب الرحمة“ کہتے ہیں اور تیسرا دروازہ مشرق کی طرف، جس سے آپ ﷺ مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ جسے ”باب جبریل“ کہا جاتا ہے۔ جب قبلہ کی تبدیلی کا حکم آ گیا تو جنوبی دروازہ بند کر دیا گیا اور اس کی بجائے شمالی جانب دروازہ بنایا گیا۔

خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد کی توسیع کی تو دروازوں کی تعداد چھ کر دی۔

مشرقی دیوار میں ”باب النساء“ مغربی میں ”باب السلام“ اور شمال میں ایک اور دروازہ کا اضافہ کیا گیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں دروازوں کی تعداد بیس ہو گئی۔ (وفاء الوفاء) مہدی عباسی کے دور میں ان کی تعداد چوبیس ہو گئی، بعد میں رفتہ رفتہ یہ دروازے بند ہو گئے اور صرف چار دروازے کھلے رہ گئے۔ مغرب میں ”باب الرحمة“ اور ”باب السلام“۔ مشرق میں ”باب جبریل“ اور ”باب النساء“۔

ترکی تعمیر کے دوران شمال میں پانچویں دروازے باب مجیدی کا اضافہ کیا گیا۔ جب ۱۳۷۵ھ میں سعودی حکومت نے پہلی توسیع کی تو مزید دروازے بنادیے جن کی کل تعداد دس ہو گئی۔ مغرب میں ”باب صدیق“ اور ”باب سعود“ کا اضافہ کیا گیا اور مشرق میں ”باب عبدالعزیز“ بنایا گیا شمال میں ”باب عمر“ اور ”باب عثمان“ کا اضافہ ہوا۔ ۱۴۰۸ھ میں

ایک اور دروازے ”باب البقیع“ کا اضافہ ہوا، جو مشرقی دیوار میں باب السلام کے بالمقابل ہے۔ (اخبار مدینۃ الرسول)

باب جبریل

یہ دروازہ مسجد نبوی شریف کی مشرقی دیوار میں ہے۔ اسے ”باب النبی ﷺ“ بھی کہتے ہیں۔ اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ اسی دروازہ سے مسجد میں داخل ہوتے تھے۔ آپ ﷺ کے زمانہ میں مشرقی جانب اور کوئی دروازہ نہ تھا۔ اسے ”باب عثمان“ بھی کہتے تھے، اس لیے کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رہائش گاہ کے سامنے تھا۔ اور ”باب جبریل“ اس لیے کہتے ہیں کہ جنگ خندق کے بعد حضرت جبریل گھوڑے پر سوار اس دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور نبی اکرم ﷺ کو بنو قریظہ پر حملہ کرنے کا پیغام دیا۔ (مصنف عبدالرزاق)

باب النساء

۷ھ میں خلیفہ دوم امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر کے وقت مشرقی دیوار کے آخر میں ایک دروازہ کھولا اور اس کا نام باب النساء رکھا، تاکہ خواتین اس پچھلے دروازہ سے داخل ہو کر پچھلی صفوں میں نماز ادا کر کے یہیں سے واپس چلی جائیں۔ اور مردوں کے سامنے سے گزرنے کی نوبت نہ آئے۔

باب الرحمة

یہ مسجد کی مغربی دیوار میں ہے اور ان تین دروازوں میں سے ہے جو نبی اکرم ﷺ نے کھولے تھے۔

خوخہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”خوخہ چھوٹے دروازے کو کہتے ہیں جسے دریچہ بھی کہا جاتا ہے۔ جس کے کبھی پٹ ہوتے ہیں، کبھی نہیں یعنی دیوار میں رستہ بنا ہوا ہو۔ خلیفہ اول حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

کے گھر کا دریچہ مسجد کے مغربی جانب منبر کے قریب تھا۔ (فتح الباری)
باب السلام

۱۷ھ میں امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے توسیع و تعمیر کرتے ہوئے مغربی دیوار میں یہ دروازہ بنایا تھا۔ اس کو ”باب السلام“ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مواجہہ شریف کے برابر میں واقع ہے اور زیارت کرنے والا یہاں سے داخل ہو کر مواجہہ شریف میں سلام کے لیے سیدھا جاسکتا ہے۔

باب مجیدی

۱۲۷ھ میں مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر کے وقت مسجد کی شمالی جانب سلطان عبد المجید خاں نے یہ دروازہ تعمیر کروایا تھا اسی جگہ ۱۳۷۵ھ میں جب حکومت سعودیہ نے پہلی توسیع کی تو اس دروازے کو پہلے دروازے کے بالمقابل تعمیر کر دیا گیا اور اب ۱۴۱۴ھ میں توسیع دوم کے بعد یہ دروازہ مسجد کے اندر شامل ہو گیا ہے۔ اور اس کے بالمقابل بننے والے دروازہ کا نام ”باب ملک فہد“ ہے۔

باب ملک عبدالعزیز

یہ دروازہ سعودی توسیع اول کے وقت مشرقی دیوار میں بنایا گیا تھا اور اس کے تین متصل دروازے تھے، اب توسیع دوم میں یہ بھی مسجد کے اندر شامل ہو گیا ہے اور اس کے بالمقابل توسیعی عمارت میں قائم ہونے والے دروازہ کا نام ”باب ملک عبدالعزیز“ ہے۔

باب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

مسجد نبوی کے شمال مشرقی کونے پر یہ دروازہ ہے۔ یہ پہلی توسیع سعودی ۱۳۷۵ھ میں تعمیر ہوا تھا۔ اب دوسری توسیع میں شامل توسیع ہو چکا ہے، شاید یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مکان مشرقی حصہ میں ”باب جبریل“ کے قریب تھا۔

باب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

مسجد نبوی کے شمال مغربی کونے پر یہ دروازہ پہلی سعودی توسیع میں تعمیر کیا گیا، اب دوسری توسیع میں شامل عمارت ہو چکا ہے۔

باب الملک سعود

یہ مغربی دیوار میں باب عبدالعزیز کے بالمقابل تھا، پہلی سعودی تعمیر میں بنایا گیا یہ تین متصل دروازوں پر مشتمل تھا۔ (مرآة الحرمين الشريفین)
حجرہ شریفہ

حجرات سے وہ کمرے مراد ہیں، جن میں رسول اکرم ﷺ اپنی ازواج مطہرات امہات المؤمنین کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی اور دو کمرے اپنی دونوں ازواج مطہرات کے لیے تعمیر کروائے، یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہ اور جیسے جیسے مزید نکاح فرماتے رہے بیویوں کے لیے کمرے بنواتے رہے۔ یہ مسجد سے ملحق تھے ان کی تعمیر میں کچی اینٹیں اور کھجور کی شاخیں استعمال کی گئی تھیں۔ ان کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے۔

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دور خلافت میں مسجد کی تعمیر و توسیع کی تو حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی سب حجرے مسجد شریف میں شامل کر لیے۔ اب حجرہ شریفہ سے مراد صرف وہ کمرہ ہے جس میں نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رہتے تھے۔ اور وصال کے بعد اسی حجرہ میں آپ ﷺ کی تدفین ہوئی۔ بعد ازاں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اس میں دفن ہوئے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر وفات کے بعد یہیں دفن ہوں گے۔

حجرہ شریفہ کے تعمیری ادوار

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ کھجور کی شاخوں کا تھا جس پر بالوں کا کمبل پڑا ہوا تھا۔ اور اس کے دروازے کی چوکاٹھ عرعرا (سرو) کی تھی، یا ساگوان کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کھجور کی شاخوں کی بجائے دیواریں اینٹوں کی تعمیر کر دی گئیں۔

پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی حجرے کی دیواریں تعمیر کیں۔

دور ولید

ولید بن عبدالملک کے دور میں جب حجرات شریفہ کو مسجد میں شامل کرنے کے لیے منہدم کیا گیا تو حجرہ عائشہ کی مشرقی دیوار کمزور ہونے کے باعث گر گئی، اسے تعمیر کرنے کے لیے بنیاد کھودنی شروع کی تو ایک پاؤں مبارک ظاہر ہو گیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ (طبقات ابن سعد)

عہد قایتبائی

۸۸۱ھ میں دیواروں کی تجدید کی گئی۔ حجرہ شریفہ کی مشرقی دیوار میں کچھ دراڑیں پیدا ہو گئیں تھیں، تو ان دراڑوں میں چونا بھر دیا گیا اور اوپر سفیدی کر دی گئی ۸۸۱ھ میں جب چونا نکال دیا گیا تو ان سوراخوں سے مربع حجرہ جو منس دیوار کے اندر تھا دکھائی دینے لگا اور اس میں بھی دراڑیں دکھائی دیں۔

۸۸۱ھ کو ان بیرونی دیواروں کو منہدم کر دیا گیا تو حجرہ شریفہ کی اندرونی دیوار میں بھی دراڑیں محسوس کی گئیں، ان کو بھی منہدم کر دیا گیا تو حجرہ شریفہ کا اندرونی حصہ ظاہر ہو گیا۔

صاحب ”وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفیٰ ﷺ“ علامہ سمہودی فرماتے ہیں کہ: ”مجھے بھی اس وقت حجرہ شریفہ کے اندرونی حصہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا،

میں حجرہ شریفہ کے پچھلے حصے سے داخل ہوا، وہاں میں نے ایسی خوشبو محسوس کی جو ساری عمر میں کہیں محسوس نہیں کی، میں نے انتہائی ڈرتے ہوئے اور خجالت سے بارگاہ نبوت میں اور صاحبین کی خدمت میں سلام عرض کیا اور پھر حجرہ شریفہ کی تعمیر میں بھی حصول برکت کے لیے حصہ لیا۔ حجرہ شریفہ کا کوئی دروازہ نہ تھا اور نہ ہی دروازے کی جگہ تھی۔ (وفاء الوفاء)

پانچ کوئی دیوار

یہ ۹۱ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے تعمیر کروائی تھی جس کے اندر وہ مربع کمرہ ہے جس میں نبی اکرم ﷺ اور صاحبین رضی اللہ عنہما آرام فرماتے ہیں۔ اس کی دیواریں قریباً ساڑھے چھ میٹر بلند ہیں، اس کا بھی کوئی دروازہ نہیں ہے۔ تاکہ حجرہ شریف کے اندر نہ کوئی جاسکے اور نہ دیکھ سکے۔ آج کل اسی پانچ کوئی کمرہ کو ہی حجرہ شریفہ کہا جاتا ہے اور اسی پر غلاف چڑھا ہوا ہے، اس کی تعمیر میں جو ذہن کا فرما تھا اس کے متعلق علامہ سمودی فرماتے ہیں کہ:

”اس کے پانچ کوئی بنائے گئے اور چار پہلو اس لیے نہ بنائے گئے کہ کعبۃ اللہ کے مشابہ نہ ہو جائے اور لوگ اسے سجدہ نہ کرنا شروع کر دیں۔“ (وفاء الوفاء)

ابن حجر پیشی فرماتے ہیں کہ:

”مسجد شریف کی توسیع کرتے ہوئے حجرہ شریفہ کی شمالی جانب کو مثلث بنادیا گیا، تاکہ لوگ قبلہ کو منہ کرتے ہوئے قبر شریف کی جہت نہ اختیار کر لیں۔“ (مجمع الزوائد)

دشمنان اسلام کی ایک گھناؤنی سازش

محسن انسانیت ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی اہل کفر کے سینوں میں اسلام دشمنی اور نبی امی سے انتقام کی آگ سلگتی بھڑکتی اور بڑھتی رہی، اس تصور ہی سے دل کانپ اٹھتا ہے، روٹھے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کے جسم مبارک کو قبر شریف سے نکالنے کی گھناؤنی سازش تیار کی گئی۔ اور اس ناپاک سازش کے

تانے بانے بننے میں بعض عیسائی بادشاہوں کا خبث باطن اور شیطانی ذہن کا فرما رہا، جنہوں نے ۵۵۷ھ میں دوماکشی عیسائیوں کے ذریعہ اسے عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی اور اس میں بڑی مہارت سے کام لیا۔

مصر کے ایک عادل حکمران نور الدین زنگی شہید کے دور میں عیسائیوں نے یہ سازش کی اور انہیں پختہ یقین تھا کہ اس ناپاک سازش میں وہ ضرور کامیاب ہوں گے، مگر حق تبارک و تعالیٰ کی رحمت کو یہ کیونکر منظور ہو سکتا تھا کہ اپنے محبوب پاک کے جسم اطہر کو ان ناپاک اقوام کے دسترس میں دیدے کہ جن کا خیر ہی اسلام دشمنی اور عداوت مصطفیٰ سے اٹھا اور جنہیں دین حق کو نیچا دکھانے کی خواہش ورثے میں ملی۔ چنانچہ اس دور کے عالم اسلام کے ایک عظیم جرنیل سلطان نور الدین زنگی جو ایک نیک سیرت اور شب زندہ دار انسان تھے۔ ایک رات تہجد کے بعد سوئے تو خواب میں رسول اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ دوسرے رنگ کے آدمیوں کی طرف اشارہ فرما کر ارشاد فرما رہے تھے:

انجدنی انقذنی من ہذین - مجھے ان دونوں سے بچاؤ۔

سلطان گھبرا کر اٹھ بیٹھے۔ وضو کر کے نماز ادا کی اور سو گئے تو ویسا ہی خواب پھر دیکھا اور آنکھ کھل گئی، سلطان نے پھر نماز ادا کی اور سو گئے، جب تیسری مرتبہ بھی وہی خواب آیا تو سلطان کی نیند اڑ گئی۔ سلطان نے اپنے وزیر جمال الدین موصلی کو جو بہت نیک شخص تھا اسی رات طلب کیا اور خواب کا واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا تو بیٹھے کیوں ہیں؟ اس نے کہا آپ کسی سے اس خواب کا ذکر نہ کریں اور ہم اسی وقت مدینہ منورہ روانہ ہو جاتے ہیں۔ سلطان نے راتوں رات تیاری کی اور بیس ساتھی ساتھ لے کر ہلکی پھلکی سواریوں پر روانہ ہو گئے، وزیر موصوف اور بہت سامال و دولت بھی ہمراہ تھا۔ سولہ روز میں مدینہ طیبہ پہنچ کر، شہر سے باہر ہی غسل کیا اور مسجد شریف میں حاضر ہو کر ریاض الجنت میں نوافل ادا کئے۔ بارگاہ نبوت میں سلام عرض کیا اور بیٹھ کر سوچنے لگے کہ اب کیا کیا جائے؟ جب

سب اہل مدینہ مسجد میں جمع ہو گئے تو سلطان کے وزیر جمال الدین موصلی نے اعلان کیا کہ سلطان خیرات کے لیے بہت سامال ساتھ لائے ہیں سب اہل مدینہ کی فہرست بنائی جائے تاکہ ان میں یہ مال تقسیم کیا جاسکے۔

چنانچہ فہرست بنائی گئی اور سلطان نے تمام اہل مدینہ کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جو شخص بھی پیش ہوتا سلطان اسے غور سے دیکھتے، تاکہ جو شخص نبی کریم ﷺ نے خواب میں دکھائے ہیں انہیں پکڑا جاسکے لیکن وہ کہیں دکھائی نہ دیے۔ سلطان ہر شخص کو عطیہ دیتے اور رخصت کر دیتے حتیٰ کہ اہل مدینہ میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔ سلطان نے دریافت کیا کہ کوئی باقی تو نہیں رہا، سب نے جواب دیا کہ نہیں۔ جب سلطان نے بہت زیادہ کھود کر ید کی تو لوگوں نے بتلایا کہ اور تو کوئی نہیں البتہ دو مراکشی بزرگ ہیں جو کسی سے کچھ نہیں لیتے وہ بڑے نیک اور امیر لوگ ہیں، محتاجوں کو صدقہ خیرات دیتے ہیں، ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں تہجد گزار ہیں، ریاض الجنت میں نماز ادا کرتے ہیں، ہر صبح بارگاہ نبوت میں صلاۃ و سلام پیش کرتے ہیں، روزانہ جنت البقیع میں حاضری دیتے ہیں، ہفتہ میں ایک دفعہ مسجد قبا جاتے ہیں۔

الغرض! اہل مدینہ نے ان کی بہت تعریف کی۔ سلطان نے انہیں طلب کیا۔ جب انہیں سلطان کی خدمت میں حاضر ہونے کو کہا گیا تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم دولت مند ہیں صدقہ قبول نہیں کرتے۔ سلطان کے حکم پر جب انہیں وہاں حاضر کیا گیا تو سلطان نے فوراً پہچان لیا کہ یہ دونوں تو وہی ہیں جو خواب میں دکھلائے گئے تھے اور نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا:

انجدنی انقدنی من ہذین۔ مجھے ان دونوں سے بچاؤ۔

سلطان نے ان سے پوچھا کہ کہاں کے رہنے والے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم مراکش سے حج کے لیے آئے تھے، اس سال رسول اللہ ﷺ کے پڑوس میں رہنے کا ارادہ

کر لیا ہے۔

سلطان نے کہا سچ سچ بتلاؤ، وہ اس پر چپ ہو رہے، بادشاہ نے ان کی رہائش کا پوچھا تو بتلایا گیا کہ حجرہ شریفہ کے قریب ایک مکان میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ سلطان انہیں پکڑ کر اس مکان میں لے آئے، سلطان دیر تک اس مکان کا جائزہ لیتے رہے، لیکن کچھ سراغ نہ ملا بالآخر تلاش بسیار کے بعد ایک سرنگ نظر آئی جو تازہ کھدی ہوئی حجرہ شریفہ کو جا رہی تھی، لوگ یہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے۔ سلطان نے کہا اب مجھے سچ بتاؤ اور انہیں خوب مارا۔ آخر انہوں نے اعتراف کر لیا کہ وہ عیسائی ہیں اور ان کے بادشاہ نے انہیں مراکشی حاجیوں کے بھیس میں بھیجا ہے اور ان کے ذمہ یہ کام لگایا ہے کہ کسی طرح حضور پاک ﷺ کے جسد اطہر کو یہاں سے نکال لے جائیں چاہے اس کا جو بھی نتیجہ نکلے۔

اسی ناپاک منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے وہ دونوں بد بخت مسجد شریف کے قریب ترین مکان میں ٹھہرے۔ رات کے وقت کھدائی کرتے اور صبح کے وقت وہ مٹی تھیلوں میں ڈال کر جنت البقیع میں پھینک آتے۔ جب وہ حجرہ شریفہ کے قریب پہنچے تو آسمان زور سے کڑکا، بجلی چمکی اور ایسا زلزلہ آیا کہ معلوم ہوتا تھا پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔ اگلے دن ہی سلطان آپہنچے اور انہیں پکڑ کر اعتراف جرم کروالیا۔ جب انہوں نے اعتراف جرم کر لیا اور سلطان کے ذریعہ یہ سازش پکڑی گئی تو سلطان نے اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس عظیم کام کے لیے مجھے منتخب کیا گیا۔ اس کے بعد سلطان پر سخت رقت طاری ہوئی دیر تک روتے رہے اور ان بد بختوں کے قتل کا حکم جاری کیا۔ حجرہ شریفہ سے متصل جو کھڑکی جنت البقیع کی طرف کھلتی ہے اس کے نیچے ان کی گردنیں اڑادی گئیں۔ (البدایۃ والنہایۃ)

روضہ اطہر کی گرد سیسہ پلائی دیوار کی تعمیر

اس سازش کو ناکام کرنے کے بعد سلطان نور الدین زنگی نے روضہ اقدس کے گرد

سیسہ پلائی دیوار بنانے کا حکم دے دیا تاکہ آئندہ کوئی بدکردار اس طرح کی ناپاک حرکت کا سوچ بھی نہ سکے۔ چنانچہ سلطان کے حکم سے روضہ اطہر کے چاروں طرف پانی تک گہری خندق کھودی گئی، اور اس میں سیسہ پگھلا کر ڈال دیا گیا، یوں سلطان نے ہمیشہ کے لیے اس طرح کی شرانگیزی و فتنہ پردازی کا دروازہ بند کر دیا اور بارگاہ نبوی سے سرخرو ہو کر اپنے دارالسلطنت روانہ ہو گیا۔ (دائرة المعارف الاسلامیة)

مقصودہ شریفہ

اس لوہے اور پیتل کی جالی کو مقصودہ شریفہ کہا جاتا ہے جو پانچ کونی کمرہ کے ارد گرد ہے۔ یہ جالی سب سے پہلے سلطان رکن الدین بیرس نے ۶۲۸ھ میں بنائی تھی جو کہ لکڑی کی تھی۔

۸۸۶ھ میں سلطان قایتبائی نے لوہے اور پیتل کی جالیاں تیار کروا کر ۸۸۸ھ میں بھجوائیں، جن کا وزن تقریباً سترہ ہزار آٹھ سو کلو گرام تھا۔ سٹراونٹ اسے لے کر مدینہ طیبہ لائے۔ پیتل کی جالیاں جانب قبلہ نصب کی گئیں اور مشرق مغرب شمال میں فولادی جالیاں نصب کی گئیں۔ (تکلمة عمدة الاخبار)

یہ مقصودہ اپنی پرانی بنیادوں پر سلطان قایتبائی کے زمانہ سے ساڑھے پانچ سو سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود تاحال قائم ہے۔

گنبد

حجرہ شریفہ پر دو گنبد تعمیر کیے گئے ہیں۔

ایک تو بڑا گنبد سبز رنگ کا ہے جو مسجد کی چھت پر واضح ہے۔ سب سے پہلے اسے شاہ منصور قلاوون صالحی نے ساتویں صدی کے آخر میں تعمیر کروایا۔

پھر ۸۸۶ھ میں سلطان قایتبائی نے تعمیر کروایا۔ پھر ۱۲۳۳ھ میں سلطان محمود عثمانی نے اسے تعمیر کروایا۔ گویا گنبد خضرا کی موجودہ تعمیر کو دو سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔

دوسرا چھوٹا گنبد ہے جو حجرہ نبویہ پر تعمیر کیا گیا ہے اور وہ مسجد کی چھت کے نیچے ہے۔

پہلے حجرہ مبارکہ پر کسی قسم کا گنبد نہ تھا صرف اینٹوں کی نشاندہی تھی جو مسجد کی باقی چھت سے حجرہ مبارکہ کو ممتاز کرتی تھی۔ ۶۷۸ھ میں سلطان منصور قلاوون نے حجرہ شریفہ پر گنبد بنانے کا حکم دیا تو ان ستونوں پر جو حجرہ شریفہ کے گرد ہیں لکڑی کا گنبد بنایا جو نیچے سے مربع اور اوپر سے مٹمن (آٹھ کونی) تھا۔ یہ گنبد مسجد کی چھت کے اوپر تھا۔

قایتبائی کے زمانہ ۸۸۶ھ میں متولی کی رائے یہ ہوئی کہ گنبد بہت بلند بنایا جائے اور لکڑی کی بجائے اینٹوں سے بنایا جائے، تو اس کے لیے مسجد میں بڑے بڑے ستون تعمیر کیے گئے اور بڑی بڑی ڈاٹھیں کی گئیں۔

دور سلطان محمود عثمانی

تیرہویں صدی ہجری کے شروع میں گنبد کے اوپر کے حصہ میں دراڑیں آ گئیں تو سلطان محمود بن عبد الحمید خاں عثمانی نے گنبد کو نئے سرے سے بنانے کا حکم دیا۔ سبز رنگ

۶۷۸ھ سے ۱۲۵۳ھ تک گنبد کا رنگ سلیٹی تھا جو کہ سیسہ کی ان تختیوں کا طبعی رنگ تھا جو گنبد کے اوپر لگائی گئی تھیں۔

۱۲۵۳ھ میں سلطان محمود عثمانی کے حکم سے پہلی دفعہ گنبد پر سبز رنگ کیا گیا۔

گنبد حجرہ شریفہ (اندرونی گنبد)

۸۸۱ھ میں سلطان اشرف قایتبائی نے مسجد نبوی شریف اور حجرہ شریفہ کی تعمیر و مرمت کا حکم دیا اور حجرہ شریفہ کی لکڑی کی چھت کی جگہ ایک چھوٹا سا نفیس قبة بنانے کا حکم دیا۔ متولی تعمیرات نے لکڑی کی چھت ختم کر کے حجرہ شریفہ کے گرد ڈاٹھیں تعمیر کر دیں اور گنبد بنادیا۔ یہ گنبد مسجد کی چھت کے نیچے ہے۔ جس کی بلندی تقریباً ۹ میٹر ہے۔ (التحفۃ اللطیفہ)

گنبد خضراء سے بارش اور ہوا کا گزر

نچلے گنبد کے اوپر ایک ایسا سوراخ رکھا گیا ہے جس سے قبر شریف اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں رہتی۔ اس پر ایک باریک جالی لگائی گئی ہے تاکہ اس میں کبوتر وغیرہ داخل نہ ہو سکے۔ اور بالکل اسی طرح اس کے عین اوپر گنبد خضراء میں بھی سوراخ رکھا گیا ہے، جب بھی سورج اس کے اوپر آتا ہے تو ایک لمحہ کے لیے ان متوازی سوراخوں سے قبر مبارک پر اس کی روشنی پہنچتی ہے اور جب کبھی بارش ہو تو ان کے راستے قبر مبارک پر قطرہ گرتا ہے۔

برزنجی نے اس سوراخ کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ سوراخ گنبد خضراء کے اوپر قبلہ کی جانب ہے جسے اس سوراخ کے بالمقابل بنایا گیا ہے جو اندرونی گنبد میں واقع ہے (آثار المدینۃ المنورہ)۔

حبیب خدا کا جو دولت کدا تھا

میں وہ خوش نما بام و در ڈھونڈتا ہوں

حضرت نفیس شاہ صاحب مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

ہو نصیب جام کوثر یہ نفیس کی دعا ہے

مگر اک حسین تمنا کہ حضور خود پلائیں

اللہم صل علی محمد النبی الامی وعلی آلہ وسلم تسلیما۔

ع۔ن۔ت

تعارف کتب

نام کتاب: نقوش حیات مرتب: مولانا محمد نسیم کلاچی
 ناشر: کتب خانہ نجم الہدیٰ کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان صفحات: ۴۷۴
 اہل علم کے حلقہ میں شیخ الحدیث والنفسیر حضرت مولانا قاضی عبدالکریم کلاچی رحمہ اللہ کا اسم گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شادگر رشید، دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور مدرسہ عربیہ نجم المدارس کلاچی کے مہتمم تھے۔
 زیر نظر کتاب آپ کے مبارک و پاکیزہ حالات پر مشتمل ہے جس کے اندر سادہ پیرایہ میں آپ کی علمی، فقہی، دینی سیاسی اور سماجی خدمات کو بہت عمدہ اور دلنشین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ قارئین بالخصوص اہل علم حضرات اس کتاب کی قدر فرمائیں گے۔
 نام کتاب: کعبہ مرے آگے مؤلف: مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہم
 ناشر: القاسم اکیڈمی خالق آباد نوشہرہ صفحات: ۴۱۴
 زیر نظر کتاب حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہم کی ان تحریرات کا مجموعہ ہے جو آپ نے عشق الہی اور محبت رسول ﷺ سے سرشار ہو کر تحریر کی ہیں۔ مولانا تحریر فرماتے ہیں: ”پیش نظر کتاب راقم الحروف کے حرمین شریفین کے مختلف اسفار پر لکھی گئی روئداد اور سفرناموں کا مجموعہ ہے۔ اپنے زمانہ، موقع و محل، اور محرکات و تقریبات کے حوالے سے اگرچہ ان میں تفاوت اور تنوع ہے مگر سفرناموں کی کثرت میں ایک وحدت بھی ہے کہ ان سب کا تعلق ایک ہی ذات گرامی، ذات نبوی ﷺ آپ کی سیرت، تعلیمات، ہدایات، پیغامات، آپ کے عطیات و احسانات اور ان کے ہمہ گیر و عالمگیر نتائج و ثمرات اور اثرات اور سب کا مقصد ایک ہی ہے یعنی سرور عالم ﷺ سے محبت اور جذباتی لگاؤ و قلوب میں پیدا ہو۔“
 امید ہے کہ قارئین اس کی قدر فرمائیں گے۔

مولانا سجاد حسین زید مجرہ

اخبار الجامعہ

۲۵ شعبان: حضرت صدر جامعہ مدظلہم خانقاہ سراجیہ کنڈیاں تشریف لے گئے اور حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہم و دیگر برادران سے ان کی ہمشیرہ کی وفات پر تعزیت کی۔

رمضان المبارک: حسب معمول اس سال بھی جامعہ ہذا کے زیر انتظام شہر اور مضافات میں پینتیس مساجد میں تراویح کے اندر قرآن کریم سننے سنانے کا اہتمام کیا گیا۔ آخری عشرہ کے اندر ان میں مساجد میں تکمیل قرآن کریم کے حوالہ سے پروگرام ہوئے جن سے صدر جامعہ مدظلہم نے خطاب فرمایا۔ اور یہ مبارک سلسلہ ۲۹ رمضان المبارک کو جامع مسجد حقانیہ میں تکمیل قرآن کے موقع پر حضرت علامہ مولانا عبدالغفار تونسوی مدظلہم کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ یکم شوال المکرم: حضرت مدظلہم نے عید گاہ حقانیہ میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کیا اور اس کے بعد نماز عید کی امامت فرمائی۔ ۱۲ شوال: حضرت مدظلہم پنڈی تشریف لے گئے جہاں آپ نے ادارہ غفران کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کی۔ ۱۳ شوال کو مری کے لیے روانہ ہوئے اور بعد نماز ظہر جامعہ کے سابق مخصص مولوی واصف الرحمن عباسی سلمہ اور ان کی ہمشیرہ کا نکاح پڑھایا نیز مختصر سا بیان بھی ہوا۔ ۱۴ شوال مولانا خالد حسین عباسی کے ہمراہ ان کے مدرسہ دارالعلوم مری تشریف لے گئے ظہر کے بعد مری سے واپسی ہوئی۔ ۱۵ شوال کو نماز فجر کے بعد پنڈی سے روانہ ہو کر سوادس بجے جامعہ اسلامیہ محمودیہ سرگودھا پہنچے اور طلبہ سے بیان کرنے کے بعد تعلیم کا افتتاح فرمایا اور مغرب سے قبل الحمد للہ بخیریت ساہیوال مدرسہ میں پہنچ گئے۔

بجہ اللہ ۶ شوال سے قدیم و جدید طلبہ کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ۹ شوال سے درجہ حفظ کی تعلیم کا آغاز ہو گیا۔ درجہ کتب کی تعلیم کا آغاز ۱۶ شوال بروز بدھ ہوا جبکہ درجہ تخصص فی الفقہ کی تعلیم کا آغاز ۲۰ شوال المکرم کو ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جامعہ کے تمام شعبہ جات کو ظاہری اور باطنی ترقیات سے نوازیں، آمین۔